صداقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تقریر

مولانا جلال الدین صاحب شمس

سابق امام مسجد لنڈن و مبلغ بلاد عربیہ

بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۶۴ء

نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

سن اشاعت سنہ ۱۹۶۶ء

تعداد اشاعت پانچ ہزار

پیش لفظ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے دعویٰ کی صداقت کے ثبوت میں محترم مولانا جلال الدین
صاحب شمس سابق امام مسجد لنڈن نے جماعت احمدیہ کے سالانہ
جلسہ سالانہ سنہ [illegible] کے موقعہ پر ایک مبسوط اور مدلل تقریر فرمائی
تھی جس میں آپ نے نہایت آسان اور دلنشین پیرایہ میں حضور علیہ السلام
کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی تائید میں احادیث صحیحہ سے خاص اور
تعین زمانہ علامات و نشانات کی تفصیل بیان فرمائی ہے جلسہ سالانہ پر
وقت کی قلت کے پیش نظر آپ اپنی پوری تقریر کے بعض حصے بیان نہیں کر سکے تھے وہ حصے
بھی بعد میں شامل اشاعت کئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضور کے دعوے
کی جن علماء اور صوفیاء نے تصدیق کی تھی ان میں سے چند کا آپ نے اپنی تقریر
میں ذکر فرمایا تھا۔ ہم حضرت سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے انتہائی
ممنون ہیں جنہوں نے باوجود صحت کی کمزوری اور گوناگوں مصروفیات کے
بہت محنت اور تحقیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت
کرنے والے علمائے ربانی اور صوفیائے کرام کی ایک لمبی فہرست تیار فرمائی جو
شائع کی جا رہی ہے۔

خدا کرے یہ تقریر حق کے متلاشیوں کی رہنمائی اور جماعت کے لئے
ازدیاد ایمان کا باعث ہو۔ آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

فہرست مضامین

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود
علیہ الصلوٰۃ والسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام

مُصلحِ دورِ آخر

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّجَعَلَ فِیۡہَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیۡرًا

(الفرقان)

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ظاہری عالم میں شمس و قمر اور بارہ بُرج بنائے ہیں۔ اسی طرح روحانی عالم میں بھی ایک سراج منیر اور ایک قمر منیر اور بارہ بُرج بنائے ہیں۔ سیّدنا وشفیعنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس عالم روحانی کے سراج منیر ہیں اور بارہ مجدّدین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی صدی کے بعد کی بارہ صدیوں میں ظاہر ہوئے وہ بارہ بُرجوں کے مانند ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے قمر منیر ہیں اور عالمِ ظاہری میں جو اہمیت و عظمت شمس و قمر کو حاصل ہے وہی اہمیت و عظمت اور جلالتِ شان آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور آپ کے متبع کامل اور عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم

روحانی میں حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لن تھلک امۃ انا فی اولھا والمسیح ابن مریم فی آخرھا۔"

(جامع الصغیر السیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

یعنی وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے اول میں ہوں اور
مسیح موعود جس کے آخر میں ہوگا:

گویا دو مبارک وجود امت محمدیہ کے لئے دو محفوظ قلعوں کی طرح ہیں او
انہیں دو وجودوں سے اسلام کی حفاظت اور اس کی عالمگیر ترقی وابستہ ہے
اور غور سے دیکھا جائے تو جب سے نوع انسانی مختلف امصار و اقطار میں
پھیلی ہے اس وقت سے لیکر اس وقت تک صرف یہی دو مبارک وجود
ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے خاص قوم یا کسی خاص ملک کے لئے مبعوث
فرمایا بلکہ بلا استثناء تمام عالم اور تمام بنی نوع انسان کے لئے مبعوث
فرمایا ہے خواہ وہ مشرقی ہوں یا مغربی۔ جنوبی ہوں یا شمالی۔

پس ایسے عظیم الشان انسان کی شناخت جس کے وجود سے اسلام کی
ترقیات وابستہ قرار دی گئی ہیں ہر انسان کا فرض ہے۔ اگرچہ حضرت اقدس
سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے دلائل ایک دو نہیں بلکہ
صدہا اور ہزاروں ہیں مگر میں اس وقت اُن خاص دلائل میں سے بھی صرف چند
ایک کا ذکر کروں گا جو خود حضرت مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود
کی شناخت کے لئے بطور پیشگوئی بیان فرمائے ہیں۔

کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ

یعنی

ضرورتِ زمانہ

ظہورِ مسیح موعود کا وقت اور مسلمانوں کی حالتِ زار

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے میں صادق ہونے کی کہ میں مسیح موعود ہوں پہلی دلیل ضرورتِ زمانہ ہے یعنی آپ نے اُس وقت دعویٰ کیا جو پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کے ظہور کا وقت تھا۔ اور تمام عالمِ اسلامی بے تابی سے اُن کے ظہور کا منتظر۔ اکابر علماء و بزرگانِ سلف نے مسیح و مہدی کے ظہور کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور زیادہ سے زیادہ چودھویں صدی کے ابتدائی دس سال تک خیال کیا تھا۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں مرحوم رئیس بھوپال اپنی مشہور کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ ۵۱ میں لکھتے ہیں :-

"و بر ہر تقدیر ظہور مہدی عا بر سر صد آئندہ احتمال قوی دارد"

یعنی ہر اندازے کے مطابق مہدی کے چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا احتمال قوی ہے۔

اور لکھتے ہیں :-

"بر سر مائۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل آں را باقی ست اگر ظہور مہدی و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند"

یعنی چودھویں صدی کے سر پر جس کے آنے میں ابھی کامل دس سال باقی ہیں اگر مہدی و مسیح کا ظہور و نزول ہو گیا تو وہ مجدد و مجتہد ہوں گے۔
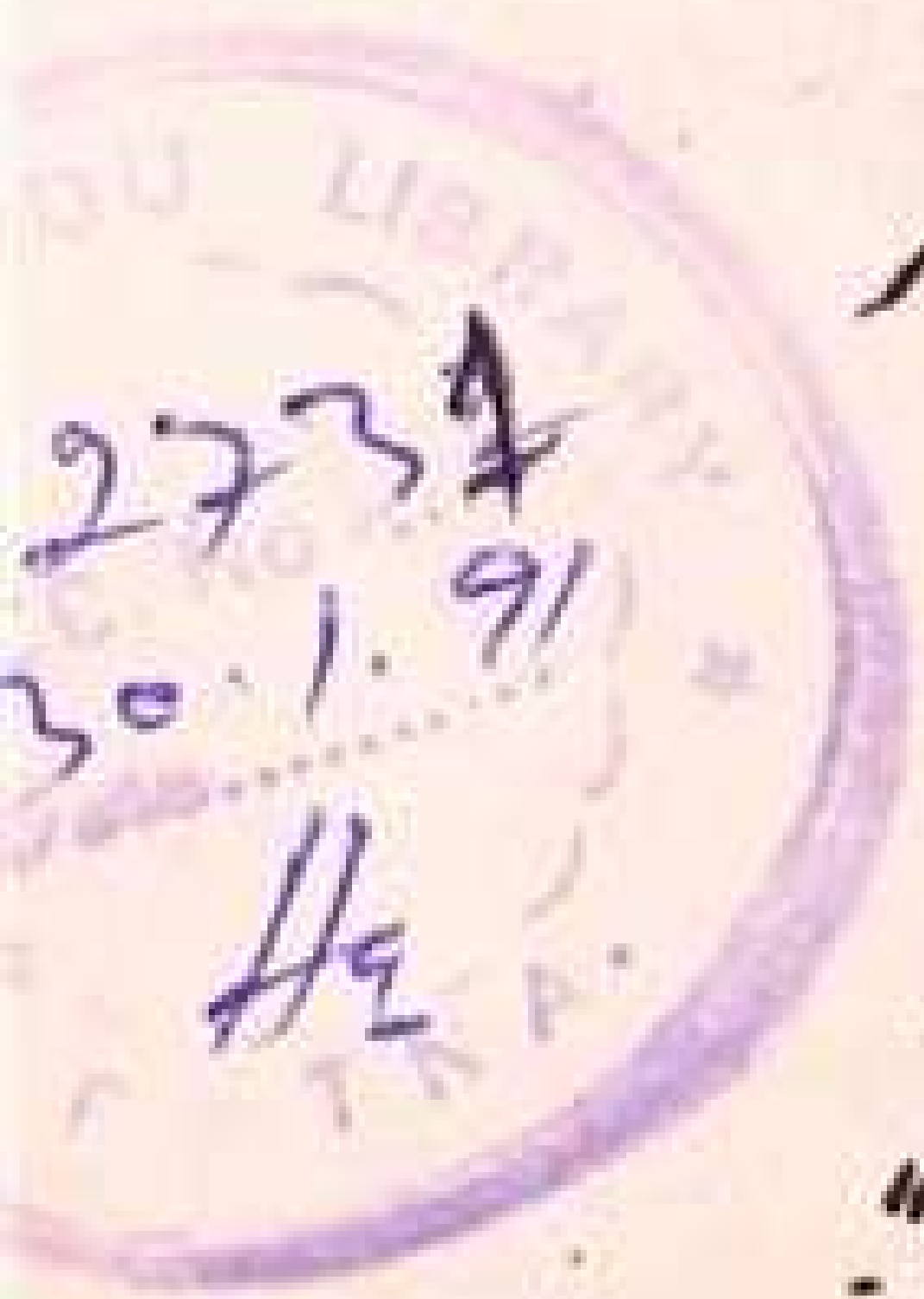
اور صفحہ ۳۹۴ پر لکھتے ہیں:۔

"بعض از مشائخ واہلِ علم گفتہ کہ خروج او بعد دوازدہ صد سال از ہجرت مے شود واز سیزدہ صد تجاوز نہ کند"

یعنی بعض مشائخ اہلِ علم نے کہا ہے کہ اُن کا خروج بارہ سو سال ہجری کے بعد ہوگا اور تیرہ سو سال سے تجاوز نہیں کرے گا۔

اور نواب صاحب موصوف کو ان بزرگانِ سلف کے اقوال پر اس قدر یقین تھا کہ انہوں نے صفحہ ۴۹۴ میں یہاں تک لکھ دیا:۔

"ایں بندہ حرص تمام دارد کہ اگر زمانہ حضرت روح اللہ سلام اللہ علیہ را دریابم اول کسے کہ ابلاغ سلام نبوی کند من باشم"

یعنی یہ بندہ بڑی خواہش رکھتا ہے کہ اگر میں حضرت روح اللہ (عیسیٰ) کا زمانہ پاؤں تو پہلا شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلام انہیں پہنچانے والا میں ہوں۔

(۲) مولوی حکیم سید محمد حسن مرحوم رئیس امروہہ نے بھی کواکب دریہ ص۱۵۵ میں مہدی کے آنے کا زمانہ ۱۳۰۰ھ لکھا ہے۔

(۳) اسی طرح حافظ برخوردار مرحوم اپنی کتاب انواع میں لکھتے ہیں:۔

"تے پیچھے اک ہزار دے گذرے ترے سو سال
عیسیٰ ظاہر ہوسیا کرسی عدل کمال"

یعنی جب ایک ہزار کے بعد تین سو سال گذر جائیں گے تو پھر عیسیٰ ظاہر ہونگے۔

(۴) اور ابو الخیر نواب نور الحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم اقتراب الساعۃ ص۲۲۱ میں لکھتے ہیں:۔

"اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے
اس کتاب کے لکھنے تک چھ مہینے گذر چکے ہیں شاید اللہ تعالیٰ
اپنا فضل و عدل اور رحم و کرم فرمائے۔ چار چھ برس کے اندر
مہدی ظاہر ہو جاویں"

اسی طرح امتِ محمدیہ کے بہت سے مشائخ و اولیاء اور محقق علماء
قرآن مجید و احادیث اور اپنے کشوف پر غور کر کے اسی نتیجہ پر پہنچے تھے کہ
مسیح موعود و امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی میں اور زیادہ سے زیادہ
چودھویں صدی کے سر پر ہوگا۔ اور اسی زمانے میں بعض بزرگوں نے مہدی
و مسیح کے پیدا ہونے کی خوشخبری بھی دے دی تھی۔

چنانچہ ایک اُن میں سے حضرت مولوی عبد اللہ غزنوی کے پیر و مرشد
حضرت صاحب کوٹھے والے بزرگ ہیں جن کے متعلق مولوی حمید اللہ ملّائے
سوات نے لکھا کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت صاحب کوٹھے
والے ایک دو سال اپنی وفات سے پہلے ۱۲۹۲ھ یا ۱۲۹۳ھ میں اپنے
چند خواص میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہر ایک باب سے معارف و اسرار میں
گفتگو شروع تھی ناگاہ مہدی معہود کا تذکرہ درمیان میں آگیا۔ فرمانے لگے:۔

"چہ مہدی پیدا شوی دے او وقت د ظہور نہ دے"

یعنی مہدی پیدا ہو گیا ہے لیکن ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ اس کے بعد
حضرت موصوف نے سلخ ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ میں وفات پائی۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۵-۲۶)

اسی طرح ایک بزرگ گلاب شاہ نامی موضع جمال پور ضلع لدھیانہ
میں گذرے ہیں جن کے خوارق اس طرف بہت مشہور ہیں۔ انہوں

نے چند لوگوں کے سامنے اپنا یہ کشف بیان کیا جن میں سے
ایک بزرگ کریم بخش نامی پرہیزگار موحد معمر سفید ریش نے
حضرت مسیح موعود کے رد برد جوشش رقت سے چشم پُرآب
ہو کر کئی جلسوں میں جبکہ چودھویں صدی سے آٹھ برس گذرے
تھے یہ گواہی دی کہ مجذوب گلاب شاہ صاحب نے آج سے
تیس برس پہلے (اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر
بیس برس کے قریب ہوگی تھی) یہ خبر دی تھی کہ عیسیٰ جو آنے والا
تھا وہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ قادیان میں ہے۔

میاں کریم بخش صاحب کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ حضرت
عیسیٰ تو آسمان سے اتریں گے وہ کہاں پیدا ہو گئے؟ تب انہوں
نے جواب دیا کہ جو آسمان پر بلائے جاتے ہیں وہ واپس نہیں
آیا کرتے ان کو آسمانی بادشاہت مل جاتی ہے وہ اس کو چھوڑ
کر واپس نہیں آتے بلکہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوا ہے۔
پھر انہوں نے میاں کریم بخش کے ایک سوال کے جواب میں
کہا کہ وہ جھوٹی تفسیر دل کا جھوٹ ہونا ثابت کریگا۔ تب
اس عیسیٰ پر بڑا شور ہوگا۔ اور تو دیکھے گا کہ مولوی کیسا شور
مچائیں گے جب میاں کریم بخش نے کہا کہ قادیان تو ہمارے
گاؤں سے قریب دو تین میل کے فاصلے پر ہے اس میں عیسیٰ کہاں
ہے۔ اس کا انہوں نے کچھ جواب نہیں دیا۔ یہ اللہ کا خاص فضل
ہے کہ اس نے میاں کریم بخش کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہو کر اس شہادت کے ادا کرنے کی توفیق عطا

فرمائی اور اُنہوں نے لدھیانہ میں مولویوں کا شور بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔" (دیکھو نشانِ آسمانی صلا۔ صلا ایڈیشن اول)

اسلام پر حملے

اور یہ بڑی ہی عجیب بات ہے کہ تیرھویں صدی کے آتے ہی اسلام پر دشمنوں کے حملے شروع ہو گئے اور نصف صدی گذرنے تک تو گویا مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی دوسری قومیں اسلام پر ایسی حملہ آور ہوئیں جیسے شدید فاقہ کش نہایت اعلیٰ اور مرغوب کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور بقول مولانا ابوالکلام آزاد

"۱۸۵۷ء کے انقلاب نے مسلمانوں کے ہر ایک نظم کو پارہ پارہ کر دیا اور اُن کے تمام امتیازات کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔"

(آزاد مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۱ء صلا کالم ۲)

مسلمانوں کی سیاسی طاقت بھی خاک میں مل گئی تھی اور روحانی عروج پر بھی زوال آچکا تھا۔ مذہبی غیرت بھی فنا ہو چکی تھی۔ اسلام کے رد اور پیغمبر اسلام سیدالاولین والآخرین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مشتمل گندی اور دل آزار کتابیں، پمفلٹ اور اشتہارات کروڑوں کی تعداد میں عیسائیوں اور آریوں وغیرہ کی طرف سے شائع ہو چکے تھے۔ اور علمی اور فلسفیانہ رنگ میں اسلام پر ایسے ایسے اعتراضات کئے گئے تھے جن کی نظیر پچھلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ ملحد اور بے دین کرنے والے فلسفہ کا جال پھیلا دیا گیا تھا جس میں نئے تعلیم یافتہ نوجوان ہی گرفتار نہیں ہو رہے تھے بلکہ پرانی طرز کے اہلِ علم سمجھے جانے والے مسلمان بھی یہاں

تک کہ آگرہ کی شاہی مسجد کے امام و خطیب مولوی عماد الدین صاحب سے پادری عماد الدین بن گئے اور ان کے علاوہ بہت سے مولوی مثلاً قاضی صفدر علی۔ مولوی عبد الرحمٰن۔ مولوی نظام الدین۔ مولوی حسام الدین بمبئی۔ اور مولوی عبد اللہ بیگ اور مولوی سید علی۔ اور مولوی حمید اللہ خان اور مولوی کرم دین اور مولوی رجب علی اور حارث دین اور عبد اللہ آتھم وغیرہ بھی پادری بن گئے۔ ایک طرف عیسائی پادریوں نے اور دوسری طرف آریہ پنڈتوں نے اسلام کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور جیسا کہ احادیث نبویہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کا سب سے بڑا دشمن جو اس کے مٹانے کے لئے تمام مادی وسائل استعمال میں لائے گا وہ صلیبی مذہب ہوگا جسے احادیث میں فتنۂ دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور وہ فتنہ ہر جگہ اثر انداز ہوگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک کشف میں دکھایا گیا تھا کہ المسیح الدجال خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ یعنی اسلام میں نقص و خلل اور عیب و فساد ظاہر کرنے کے لئے کوشاں اور عمارت اسلامی کو منہدم کر دینے کا خواہاں ہے۔ پھر اس کے پیچھے مسیح ابن مریم کو طواف کرتے دکھایا گیا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسلامی عمارت کا محافظ اور دجالی فتنہ و فساد کی اصلاح کرنے والا ہوگا۔ چنانچہ اس حدیث کی تشریح میں علامہ نواب قطب دین خان نے بحوالہ علماء و امام الطیبی لکھا ہے:۔

"یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے اس کو طوافِ خانہ کعبہ سے کیا کام ہے۔ جواب اس کا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرتؐ کے کاشفات میں سے ہے خواب کی تعبیر

اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ عیسیٰ گرد دین کے پھریں گے واسطے قائم کرنے دین کے اور درستی کرنے خلل وفساد کے اور دجال بھی پھرے گا گرد دین کے بقصد خلل اور فتنہ ڈالنے کے دین میں۔ کذا قال الطیبیؒ" اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از امام ملا علی قاری صفحہ ۲۰۹ و صفحہ ۲۱۹ اور مجمع البحار از علامہ امام محمد طاہر جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

عیسائیت کی یلغار اسلام پر

گذشتہ صدی میں عیسائی مغربی اقوام کے دنیا پر تسلط و تفوق، غلبہ واقتدار نے یورپ کے متعصب پادریوں میں اسلام کے خلاف ایک شدید جوش پیدا کر دیا تھا۔ یورپ و امریکہ ہی نہیں تمام دنیا کے ماتحت فرزندانِ اسلام کو عیسائیت کے حلقہ بگوش اور تثلیث کا پرستار بنانے کے لئے عیسائیوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی اور جا بجا تبلیغی مشن قائم کر دیے تھے اور اپنی کامیابی اور مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر عیسائیوں کے حوصلے بہت بلند ہو چکے تھے اور وہ یقین کرنے لگے تھے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اسلامی دنیا عیسائیت کی آغوش میں آجائیگی اور اسلام کا نام دنیا سے بالکل مٹ جائے گا۔ اس کا اندازہ امریکہ کے ایک مشہور پادری مسٹر جان ہنری بیروز کے ان لیکچروں سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے جو اُس نے انیسویں صدی کے نصف آخر میں ہندوستان کے مختلف شہروں میں دیئے تھے اُس نے عیسائیت کے عالمی اثرات کے زیر عنوان اپنے ایک لیکچر میں عیسائیت کی عظیم الشان فتوحات پر فخر کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان میں ضوافگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتِ حال پیش خیمہ ہے اس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ، دمشق اور طہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں (یعنی حجاز میں۔ ناقل) بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا۔ اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا ہے۔"

(بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲)

عیسائیت کی اتنی ترقی اور غلبہ کو دیکھ کر اور مسلم علماء اور رائحہ مساجد اور عوام کے ارتداد اور نئے تعلیم یافتہ مسلمانوں کے الحاد اور بے دینی کو ملاحظہ کر کے دردمندانِ اسلام کے دل بیٹھے جا رہے تھے۔ اور انہیں اس طوفانِ ضلالت سے کشتیٔ اسلام کی نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے ۱۸۷۹ء میں اسلام کی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اسلام کی غربت اور مسلمانوں کی انتہائی بے چارگی کی صحیح حالت ظاہر کرتا ہے۔ آپ اپنی مشہور مسدس میں لکھتے ہیں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی | اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

پھر اسلام کو ایک باغ سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں۔

پھر اک باغ دیکھا اجڑا سراسر
جہاں خاک اڑتی ہے ہر سو برابر

نہیں زندگی کا کہیں نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر

نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل
ہوئے روکھ جس کے جلانے کے قابل

چمن میں ہوا آچکی ہے خزاں کی
پھری ہے نظر دیر سے باغباں کی

صدا اور ہے بلبلِ نغمہ خواں کی
کوئی دم میں رحلت ہے اب گلستاں کی

تباہی کے خواب آرہے ہیں نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

پھر آپ نے بطور مناجات اور دعا نہایت درد انگیز ورقت خیز نظم لکھی ہے اور جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان الفاظ میں اظہار مدعا کیا گیا ہے ؎

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ

خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ اُمت کے نگہباں
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اس کے بعد دو مشہور و معروف مسلم لیڈروں کی شہادت پیش کرنا بھی مناسب خیال کرتا ہوں اور وہ ہیں ڈاکٹر اقبال مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم۔ پہلے تو مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے تھے اور دوسرے کانگریس سے ڈاکٹر اقبال مرحوم مسلمانوں کی حالت یوں بیان فرماتے ہیں:۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں

بُت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بُت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

رہ گئی رسم اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجد یں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

شور ہے ہو گئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

(بانگ درا صفحہ ۲۲۵ و ۲۲۶)

پھر آپ جاوید نامہ میں یہ ذکر کر کے کہ مغرب کے فلاسفروں نے اپنی تلبیسانہ اور مزورانہ منطق و فلسفہ سے دنیا کو تاریک کر دیا ہے اور راہبر ہوں یا فقیر عالم ہوں یا درویش سبھی اپنا کام جھوٹ دغا اور فریب سے نکالتے ہیں۔ لکھتے ہیں ؎

عالماں از علم قرآں بے نیاز — صوفیاں درندہ گرگ و مو دراز
ہم مسلماناں افرنگی مآب — چشمۂ کوثر بجویند از سراب
بے خبر از سر دیں اند ایں ہمہ — اہل کیں اند اہل کیں اند ایں ہمہ

(جاوید نامہ ص۲۴۳)

یعنی علماء علم قرآن سے بے بہرہ ہیں اور صوفیانِ مو دراز پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ اور فرنگی طبع نقال مسلمان سراب سے چشمہ کوثر کے جویاں ہیں۔ یہ سب کے سب دین کے اسرار سے بے خبر ہیں اور بڑے ہی کینہ پرور۔

اور لکھتے ہیں :-

عقلہا بے باک و دلہا بے گداز — چشمہا بے شرم غرق اندر مجاز

(جاوید نامہ ص۲۴۶)

"یعنی عقلیں بے باک ہو گئی ہیں اور دلوں میں گداز نہیں رہا۔ آنکھوں

میں شرم نہیں اور مجاز میں غرق ہیں۔"

پھر مذہبی معلموں اور راہنماؤں سے متعلق جن کا عام طبقہ کے لوگوں پر اثر ہوتا ہے لکھتے ہیں ۔

بے نصیب از حکمتِ دینِ نبی ‏ ‏ آسمانش تیرہ از بے کوکبی

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گرد ‏ ‏ ملت از قال اقولش فرد فرد

مکتب و ملا و اسرارِ کتاب ‏ ‏ کور مادر زاد و نورِ آفتاب

یعنی ملا دینِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکمت سے بے نصیب ہے اس کا آسمان ستاروں کے نہ ہونے کی وجہ سے تاریک و تار ہے۔ وہ کم نگاہ و کور ذوق اور ہرزہ گرد ہے اور اس کی فضول قال و اقول نے ملت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ مکتب اور اس کا ملا قرآن شریف کے اسرار سے ویسے ہی نابلد ہیں جیسے مادر زاد اندھا آفتاب کے نور سے۔

یہ تو ہوئی زمانہ کے عالموں۔ صوفیوں۔ دینی معلموں اور پیر زادوں کی حالت اب سنیئے نوجوانوں کا حال جن پہ قوم کے مستقبل کا دار و مدار ہوتا ہے ۔

نوجوانان تشنہ لب خالی ایاغ ‏ ‏ شستہ رو تاریک جاں روشن دماغ

کم نگاہ و بے یقین و نا امید ‏ ‏ چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید

(جاوید نامہ صفحہ ۲۳۲)

یعنی نوجوان تشنہ لب ہیں اور پیالہ خالی ہے۔ منہ تو دھلے ہوئے چمکیلے ہیں مگر روح تاریک ہے۔ دماغ روشن ہے مگر دور اندیش نہیں۔ وہ کم نگاہ بے یقین اور نا امید ہیں۔ انکی آنکھ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا۔

دوسری شہادت مولانا ابو الکلام آزاد کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"آج دنیا پھر تاریک ہے۔ وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے۔۔

..... اور پھر اُسے عیوں گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا پرانا دُکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسول نے آہ و زاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالےٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جبکہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربت اولی میں مبتلا ہے۔ اگر اُس زمانے میں دُنیا میں سب سے بڑی تاریکی بُت پرستی تھی تو اس کی جگہ آج ہر طرف نفس پرستی چھا گئی ہے۔ اُس وقت انسان پتھروں کے معبودوں کو پوجتا تھا۔ اب خود اپنے تئیں پوجتا ہے۔ خدا کی پرستش اُس وقت بھی نہ تھی اور اس کے پوجنے والے آج بھی نہیں ہے دُنیا کی کونسی بیماری ہے جو آج پھر عود نہیں کر آئی؟ جب وہ بیمار تھی تو کیا اس کی حالت ایسی ہی نہ تھی جیسی کہ آج ہے۔ پہلے وہ پتھر کی چٹان پر بیماری کی کروٹیں بدلتی ہوگی اب چاندی یا سونے کے پلنگ پر لیٹ کر کراہتی ہے لیکن بستر کے بدل جانے سے بیمار کی حالت نہیں بدل سکتی۔ انسان لہو و لعب حیات اور غرور و زخارف دنیوی کے نشہ سے شاید ہی کبھی اس درجہ مست ہوا ہوگا جیسا کہ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس کی معصیت پرستی قدیمی ہے اور شیطان اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہ انسان ہے تاہم معصیت کی حکومت اتنی جابر و قاہر کبھی بھی نہ ہوئی تھی۔ اور شیطان کا تخت اس عظمت اور دبدبہ سے کبھی بھی زمین کی سطح پر نہ بچھایا گیا تھا جیسا کہ اب

قائم و مستحکم ہے۔" (الہلال جلد ۴ ص ۳)

پس جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید میں ضرورت زمانہ کو آیت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ میں بطور دلیل پیش کیا ہے کہ خشکی اور تری یعنی عالموں اور جاہلوں اور ان لوگوں میں جن کے پاس الہی کتاب تھی اور جن کے پاس نہیں تھی خرابی واقع ہو چکی تھی اور وہ صحیح راستہ سے ادھر ادھر بھٹک گئے تھے اور اکثر ان میں مشرک اور انواع و اقسام کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں اور خدا تعالیٰ کی یاد سے بکلی غافل ہیں۔

اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ضرورت زمانہ کو اپنی صداقت کے لئے بطور دلیل پیش کیا تھا آپ نے یہود سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شام کو تم کہتے ہو کہ کھلا رہے گا کیونکہ آسمان لال ہے اور صبح کو یہ کہ آج آندھی چلے گی کیونکہ آسمان لال اور دھندلا ہے تم آسمان کی صورت میں تو تمیز کرنا جانتے ہو مگر زمانوں کی علامتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔" (متی ۱۶/۲-۴)

اسی دلیل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صادق ہونا اور من جانب اللہ ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ایسے وقت میں ظاہر ہوئے جبکہ زمانہ صرف بزبان حال ہی نہیں بلکہ بزبان قال بھی پکار رہا تھا کہ اب مسیح موعود و مہدی مسعود کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ اس موقعہ پر چند اقوال بطور مثال ذکر کر دینا بے محل نہ ہوگا۔

(۱) کتاب "شکوۂ حزین" کے مصنف اسلام کی تباہی و بربادی کا حال

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور عرض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"خدارا ایسی بے بسی اور نازک حالت میں اپنے نام لیواؤں پہ رحم کرتے ہوئے امام آخرالزمان کو جلد بھیجئے تاکہ ضعیف الایمان امت کے ایمان اور ایقان میں پھر بالیدگی کی روح پیدا ہو اور ضلالت کا فقدان ہو۔ یارسول اللہ! اب عقل اور اسباب ظاہری کا سہارا جاتا رہا۔ قومی بے کار ہو گئے ہمتیں پست ہو گئیں۔ خونخوارانِ تثلیث نے ان کو قعرِ مذلت میں اس طرح دھکیل دیا کہ اب پھر ابھرنے کی صورت نظر نہیں آتی۔ اے نبی اللہ! بتایئے کہ شکستہ دل اور زخموں سے چُور اُمت اپنے درد کی دوا کہاں پائے گی اور اور کیونکر امام موعود علیہ السلام کے حضور اپنی فریاد پہنچائے گی۔ اب دل کے زخم کی ٹیک اور سوزش ناقابلِ اظہار ہے۔"

(۷) اسی طرح ایک مولوی شکیل احمد سہسوانی ۱۳۰۹ھ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء میں اہلِ اسلام کی خطرناک حالت سے خائف و دہشت زدہ ہو کر مسلمانوں اور اسلام کا نقشہ کھینچتے ہوئے خدا کے حضور عرض کرتا ہے ؎

دینِ احمدؐ کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے نام
قہر ہے اے میرے اللہ! یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدئ برحق نہیں ظاہر ہوتے

دیر عیسےٰ کے اُترنے میں غدا یا کیا ہے

عالم الغیب ہے آئینہ ہے تجھ پر سب حال

کیا کہوں ملتِ اسلام کا نقشا کیا ہے

رات دن فتنوں کی بوچھار ہے بارش کی طرح

گر نہ ہو تیری صیانت تو ٹھکانا کیا ہے

(النجم الثاقب فی حیاۃ المسیح صفحہ ۱۲۳ مؤلفہ محمد بشیر سہسوانی ۱۳۰۹ھ)

(۳) اور ابو الخیر نواب نور الحسن خاں ابن نواب مولوی صدیق حسن خاں نے "اقتراب الساعۃ" میں چودھویں صدی کے پہلے چار چھ برس میں ظہور مہدی کی تمنا کی ہے۔ (دیکھو اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲) اور اس کتاب کے صفحہ ۲۲۳ میں یہ ذکر کرکے کہ صحیحین بخاری اور مسلم میں نزول مسیح کا بیان آیا ہے لکھتے ہیں:-

"اگر یہ بات ٹھہری کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہونگے تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ فقط اتنی بات ہے کہ احادیث ظہور مہدی علیہ السلام بلا کسی وجہ وجیہہ کے اسقاط اور ساقط ہوتی ہیں۔ یہی سہی کہیں حضرت ابن مریم عیسیٰ علیہ السلام ہی جلد رونق بخش ہوں اگر مہدی نہیں آتے تو نہ آویں سد بلا سے کوئی ادا اُن کی بدنما ہو جائے

کسی طرح سے تو مٹ جائے ولولہ دل کا

مدد کر اے اثرِ بے کسی و تنہائی

ہے آج لشکرِ غم سے مقابلہ دل کا

زیادہ مت دلِ مضطر کو بے قرار کرو

زمیں نہ لوٹ دے اِک دن یہ زلزلہ دل کا

(۴) چوہدری محمد حسین ایم۔ اے "کاشف مغالطہ قادیانی ص۳۵" میں لکھتے ہیں:۔

"یارب ہمیں اتنی لمبی عمر دے کہ ہم اس رحمۃ للعالمین کے نائب کا زمانہ دیکھیں۔ یارب ہم پر رحم فرما اور اسے ابھی بھیج۔ اگر یہ وقت اس کے ظہور کا نہیں تو اور کونسا ہوگا ؎

بیا بیا کہ نسیم بہارہ مے گذرد
بیا کہ گل ز رخت شرمسارہ مے گذرد
بیا کہ فصل بہار است موسم شادی
مدار منتظرم روزگار مے گذرد

(۵) اسی طرح شیعہ حضرات نے خروج مہدی کے اشتیاق میں کہا ہے ؎

بیا اے امام صداقت شعار | کہ بگذشت از حد غم انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن حجاب | عیاں ساز رخسار چوں آفتاب
برون آید از منزل اختفا | نمایاں کن آثار مہر و وفا

(غائیۃ المقصود صد ۸۴)

(۶) ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

(اقبال نامہ صفحہ ۶۲ لم و ۶۳ لم مرتبہ شیخ عطاءاللہ ایم۔ اے شعبہ معاشیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

(۷) یورپ کے محقق عیسائی بھی مسیح کی ضرورت محسوس کرنے لگے۔
چنانچہ مشہور پروفیسر میکنزی اپنی کتاب انٹروڈکشن ٹو سوشیالوجی میں لکھتے ہیں:۔

"کامل انسانوں کے بغیر سوسائٹی معراجِ کمال تک نہیں پہنچ سکتی ...... ہمیں معلم بھی چاہیے اور پیغمبر بھی ... غالباً ہمیں ایک مسیح کی ضرورت ہے"

(۸) پھر وہ تمام لوگ جو حالتِ زمانہ اور مقتضائے وقت کو دیکھ کر یہ چاہ رہے تھے کہ ؎

مردے از غیب بروں آید کارے بکند

وہ یہ خواہش بھی رکھتے تھے کہ آنے والا خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے تربیت یافتہ اور اس کا مامور ہو۔ وہ سمجھتے تھے کہ صرف عقلی موشگافیوں اور انسانی کوششوں سے اقامتِ دین اور اصلاحِ امت کا کام ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان کی اس دبی ہوئی خواہش کا ذکر مولوی مودودی صاحب نے ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختمِ نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اُس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی

نہیں۔ (ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۴-۶)

پس زمانہ مسیح و مہدی کے ظہور کا مقتضی تھا اور یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ بیماری تو پیدا ہونے دے اور اس کے علاج کی کوئی صورت پیدا نہ کرے۔ تاریکی کو پھیلنے دے مگر اس کے ازالہ کرنے کے لئے نور نازل نہ فرمائے تشنگی عالم سوز سے مخلوق کو تڑپتے تو دیکھے لیکن خوشگوار اور حیات بخش نہر جاری نہ فرمائے۔ بقول ڈاکٹر اقبال علماء رکت ثانی کے لحاظ سے اندھے ہو جائیں لیکن انہیں آنکھیں بخشنے کے لئے کوئی مسیحا نہ بھیجے۔ قسم ہے اس کے تقدس و جلال کی کہ وہ رحمٰن و رحیم۔ علیم و حکیم۔ خبیر و بصیر خدا ایسا کبھی نہیں کرتا کہ زہر تو پھیلنے دے لیکن اس کے لئے تریاق پیدا نہ کرے۔ اس نے اپنی عادت قدیمہ و سنت مستمرہ کے مطابق زمانے کی ضرورتوں اور بیماریوں پر نظر فرما کر طبیب حاذق بھیج دیا۔ اب قصور ہے تو اس بیمار کا جو اپنی بیماری کا اقرار کرنے کے باوجود خدا کے بھیجے ہوئے طبیب کی روح پرور باتوں کو ہذیان بتائے۔

اے سننے والو! سنو کہ وہ موعود مسیح و امام مہدی پیشگوئیوں کے مطابق تیرھویں صدی ہجری میں پیدا ہوا اور اس نے سنہ ۱۲۹۰ھ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پایا اور چودھویں صدی کے آغاز سنہ ۱۳۰۶ھ ہجری میں مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا:۔

"اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرتِ الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت

آگیا ہے۔ اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبے نے اس کی بنیاد ڈالی ہے بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا گرتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آگیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خون سے آبپاشی ہوئی تھی کبھی ضائع کرنا نہیں چاہا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور بھیجتا ہے۔ کیا تم سلخ کی رات کو جو ظلمت کی آخری رات ہے دیکھ کر حکم نہیں کرتے کہ کل نیا چاند نکلنے والا ہے۔ افسوس! کہ تم دنیا کے ظاہری قانون قدرت کو تو خوب سمجھتے ہو مگر اس روحانی قانون قدرت سے جو اس کا ہم شکل ہے بکلی بے خبر ہو۔"

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ بحوالہ ازالہ اوہام)

اور وہ مسلمان لیڈر جو یورپ کے فلسفہ سے متاثر ہو کر اور مذہب پر علوم جدیدہ کے حملے مشاہدہ کر کے اور علمائے یورپ کے قرآن مجید پر اعتقادی ابحاث اور اعتراضات سے مرعوب ہو کر اسلامی عقائد اور قرآن مجید کی

دور از کار تاویلیں کر کے انہیں ایسے رنگ میں پیش کر رہے تھے کہ گویا ان میں اور فلسفہ مغرب میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔ جیسا کہ سر سید مرحوم نے دعا کی تاثیر اور ملائکہ کے خارجی وجود سے انکار کر دیا۔ اور انبیاء کی وحی کو خود انہیں کا نفسی کلام قرار دیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کے خیالات کو دلیل اور ذاتی مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر رد کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہو گا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں بھی ثابت کرے گا۔ اسلام کی سلطنتوں کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں۔ اس کے اقبال کے دن

نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان
نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم
کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کردے کہ
کالعدم کردیوے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۵)

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب وہ موعود مسیح و امام مہدی پیشگوئیوں
کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہو گیا تو جیسا کہ آیت
وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ میں یہود کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ پہلے تو ایک
نبی مثیل موسیٰ کی آمد کے انتظار میں تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس نبی کے ذریعے
سے ہم دوسروں پر فتح حاصل کریں گے مگر جب وہ نبی وعدے کے مطابق آگیا تو اس
کے منکر ہو گئے کیونکہ وہ ان کی خواہشات کے مطابق بنی اسرائیل میں سے
نہیں آیا بلکہ بنی اسمٰعیل میں سے ظاہر ہوا تھا۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی جب
خدائی وعدے کے مطابق مسیح موعود ظاہر ہوا تو علماء نے جو اس کے منتظر تھے
اور کہا کرتے تھے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام دوسرے مذاہب پر غالب آئے
اس پر کفر کے فتوے لگائے اور اس وجہ سے اس کے منکر ہو گئے کہ وہ بنی
اسرائیل میں سے ظاہر نہیں ہوا بلکہ اُمتِ محمدیہ میں سے ظاہر ہوا ہے۔

كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو ان الفاظ میں کی
گئی تھی کہ اے مسلمانو! تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے
یعنی اس وقت تمہاری حالت ویسی ہی ہو گی جیسے مسیح ابن مریم کے مبعوث ہونے

وقت یہودیوں کی تھی۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب آخری زمانے میں مسلمان اپنی اخلاقی۔ عملی اور ایمانی حالت میں قائم نہیں رہیں گے۔ ایک گروہ اُن میں سے یہود کے نقش قدم پہ ہوگا اور ایک گروہ عیسائیت کی پیروی اختیار کرے گا۔ اور یہود اور نصاریٰ کی عادات وخیالات اور اُن کے لباس و طرز معاشرت سے متاثر ہوگا تو اس وقت ان کی اصلاح کے لئے بھی انہیں میں سے ایک مسیح ابن مریم بھیجا جائے گا جو پہلے مسیح ابن مریم سے مماثلت رکھتا ہوگا۔ یعنی جیسے یہود سے مماثلت اختیار کرنے والے امت محمدیہ میں سے ہوں گے اور نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اسی اُمت میں سے۔ اسی طرح ان کی اصلاح کرنے والا مسیح ابن مریم بھی اسی امت محمدیہ ہی کا ایک فرد ہوگا۔ اور اس کے لیے نزول کا لفظ اس وجہ سے اختیار فرمایا گیا ہے کہ اس کا آنا نعمت کے طور پر تھا اور وہ آسمانی برکتوں اور نور کا حامل تھا۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے آیت قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیَاتِ اللّٰہِ اور رزق کے لئے آیت وَیُنَزِّلُ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا میں اور آیت وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِیَةَ اَزْوَاجٍ میں آٹھ قسم کے چارپایوں کے لئے نزول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اور احادیث نبویہ میں افراد امت محمدیہ کے یہود ونصاریٰ کے قدم بقدم چلنے اور اُن کی طرح مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جانے کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ مثلاً :-

۱۔ عَنْ زِیَادِ بْنِ لَبِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَقَالَ ذَاکَ عِنْدَ اَوَانِ ذَھَابِ

الْعِلْمِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَذْھَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَنُقْرِئُہٗ اَبْنَاءَنَا وَیُقْرِئُہٗ اَبْنَاؤُنَا اَبْنَاءَ ھُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ زِیَادُ اِنْ کُنْتُ لَاَرَاکَ مِنْ اَفْقَہِ رَجُلٍ بِالْمَدِیْنَۃِ اَوَلَیْسَ ھٰذِہِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ لَا یَعْمَلُوْنَ بِشَیْءٍ مِّمَّا فِیْھِمَا (احمد)

زیاد بن لبید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر فرمایا تو ساتھ ہی فرمایا کہ یہ علم کے چلے جانے کے وقت ہوگی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! علم کس طرح جاسکتا ہے جبکہ ہم قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اسے اپنی اولاد کو پڑھاتے ہیں اور ہماری اولاد آگے اپنی اولاد کو تا قیامت پڑھاتی چلی جائے گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے زیاد! تیری ماں تجھے کھوئے میں تو تجھے شہر کے سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔ کیا یہ یہود اور نصاریٰ توریت اور انجیل نہیں پڑھتے؟ یقیناً پڑھتے ہیں لیکن وہ ان میں سے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔

۲۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ فَمَنْ؟ (بخاری و مسلم)

اے مسلمانو! یقیناً تم اپنے سے پہلی قوموں کے نقش قدم پر چلو گے۔ انکی بالشت کے برابر بالشت اور ان کے ہاتھ کے برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے (جو سخت تنگ و تاریک و گھناؤنا و گندہ ہوتا ہے) تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ کیا پہلی قوموں سے آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا ہاں اور کون؟

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ کَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰی اِنْ کَانَ مِنْہُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِیَۃً لَکَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ یَصْنَعُ ذٰلِکَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَ تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّہُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ہِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاؤُدَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَہِیَ الْجَمَاعَۃُ۔

(مشکوٰۃ کتاب الایمان فی الاعتصام ص ۳۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ یقیناً میری اُمّت پر وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آ چکے ہیں۔ اسی طرح جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہمشکل ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو یہ مکروہ فعل کریں گے نیز بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ مگر میری اُمّت ان سے زیادہ تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے سب فرقے آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا وہی فرقہ جو اس کام پر گامزن ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہؓ گامزن ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا ان میں سے بہتّر تو آگ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ جماعت ہوگی۔

۴۔ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِّنَ الْھُدٰی عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ۔ (مشکوٰۃ شعب الایمان)

فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے گویا علم اور عمل دونوں باقی نہ رہیں گے۔ ان کی مساجد بظاہر آباد ہوں گی

لیکن ہدایت سے خالی اور ویران ہوں گی۔ ان کے علماء
آسمان تلے کی سب مخلوق سے بدتر ہوں گے۔ ان علماء ہی کے
اندر سے فتنے نکلیںگے اور انہی کے اندر لوٹ جائیں گے گویا
وہ فتنوں کا مرکز ہوں گے۔

اور یہ مندرجہ بالا پیشگوئیاں ہمارے زمانے میں لفظ بہ لفظ پوری
ہو چکی ہیں یعنی مسلمان بھی یہود و نصاریٰ کی طرح بہت سے فرقوں میں تقسیم
ہو گئے ہیں اور ایک فرقے نے دوسرے فرقے کو ہزاروں بار کافر و مرتد
کے خطاب سے نوازا ہے۔

چنانچہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں جب کفر کے وہ
مجموعہ فتوے پیش ہوئے جو مسلمان فرقوں نے ایک دوسرے کے خلاف
دیئے ہیں تو فاضل ججوں نے ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا:۔

"شیعوں کے نزدیک تمام سُنی کافر ہیں۔ اور اہلِ قرآن
یعنی وہ لوگ جو حدیث کو معتبر نہیں سمجھتے اور واجب التعمیل
نہیں مانتے متفقہ طور پر کافر ہیں۔ اور یہی حال آزاد مفکرین
کا ہے اس تمام بحث کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ۔ سُنی۔ دیوبندی
اہلِ حدیث اور بریلوی لوگوں میں سے کوئی بھی مسلم نہیں۔"

(رپورٹ اردو ترجمہ صفحہ ۲۳۶)

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے مسدس میں مسلمانوں کی حالت اس
طرح بیان کی ہے ؎

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
تو مبعوث ہم پر بھی ہوتا پیمبر

تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالت یہود و نصاریٰ کی اکثر

یونہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

اور ڈاکٹر اقبال مسلمانوں کی حالت سے متعلق یہ کہتے ہیں ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور رسالہ "المنبر" لائلپور ۲۸ر دسمبر ۱۹۶۲ء میں ایک نظم شائع ہوئی ہے جس کے دو شعر یہ ہیں :-

خلقِ خدا سے پیار نہ خالق سے واسطہ
اس درجہ گر گئے ہیں مقامِ بشر سے ہم
ہیں شکل میں نصاریٰ تو کردار میں یہود
کس دل سے پیار کرتے ہیں خیر البشر سے ہم

پس جب مسلمانوں کی حالت یہود و نصاریٰ کی طرح کی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مرحومہ پر رحم فرما کر عین ضرورت کے وقت انہیں میں سے ایک خاص بندے کو مسیح ابن مریم بنا کر بھیج دیا جس کا نام نامی و اسم گرامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اِمَامًا مَهْدِيًّا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ اِمَامًا مَهْدِيًّا کہ وہ امام مہدی ہوگا (مسند امام حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱) اور

اسی طرح آپ نے فرمایا۔ لا المھدی الا عیسیٰ ابن مریم (ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵۷) یعنی المہدی عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے مہدی کے لئے تمام مسلمان "امام مہدی" کے الفاظ لکھتے اور بولتے رہے ہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اماماً مھدیاً کے الفاظ صرف مسیح موعود ہی کے لئے استعمال فرمائے ہیں کسی اور کے لئے ہرگز نہیں اور آنے والے مسیح ابن مریم کو امام مہدی قرار دینے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس زمانے میں صرف وہی ایک امام ہونگے جو خدا تعالےٰ سے براہ راست ہدایت پائیں گے اور ان کی علمی اور عملی تکمیل بلا واسطہ کسی استاد کے ہوگی اور اس زمانہ میں مسلمانوں کا کوئی اور امام نہ ہوگا۔ چنانچہ جس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تھا اس وقت مسلمان علماء کی جو حالت تھی اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل حوالہ سے لگایا جا سکتا ہے:۔

ابو الخیر نواب مولوی نور الحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان جنہوں نے درحقیقت اپنے والد کے خیالات و افکار کی ترجمانی کی ہے مسلمان علماء کی حالت سنہ ۱۳۰۱ھ ہجری میں یہ بیان کرتے ہیں:۔

"یہ بڑے بڑے فقیہہ۔ بڑے بڑے مدرس۔ یہ بڑے بڑے درویش جو ڈنکا دینداری اور خدا پرستی کا بجا رہے ہیں۔ ردّ حق تائید باطل تقلید مذہب۔ تقلید مشرب میں مخدوم عوام کالانعام ہیں۔ سچ پوچھو تو دراصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید اور ابلیس کے شاگرد ہیں۔ عیدیں شکلانہ برائے اکل ان کی دوستی دشمنی ان کے باہم کا ردّ و کد صرف اسی

حسد اور کینے کے لئے ہے نہ کہ خدا کے لئے۔ نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے۔"

(اقتراب الساعۃ صفحہ مطبوعہ بنارس ۱۳۰۹ھ)

اور صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں:۔

"نفی شرک و بدعت، منع تقلید کے پیچھے مولویوں میں رات اور دن تعصب بکھیڑا رہتا ہے ایک دوسرے کو کافر بتاتا ہے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہراتا ہے۔ اور یہی فتنہ سبب اعظم ہے غربت اسلام اور قرب قیامت کا۔"

اور صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں:۔

"اس وقت نہ کوئی جماعت مسلمین ہے نہ کوئی امام کنارہ کشی کا زمانہ ہے۔"

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لوگوں کا امام بنا کر مبعوث فرمایا۔ ایسا امام جسے اس نے بلا واسطہ معارف و حقائق قرآنیہ کا علم بخشا۔ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں میرا یہی حال ہے اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے پس یہی مہدویت ہے جو نبوت کے منہاج پر مجھے

حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔" (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۹۴ بحوالہ ازالہ اوہام)

اور فرماتے ہیں:۔

"براہین سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اُس کی نظیر اگر موجود ہو تو کوئی صاحب پیش کریں۔ اور اگر نہ دکھا سکیں تو یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں اس زمانے میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کے رُو سے مہدی معہود ہونا میرا لازم آتا ہے کیونکہ جب کہ خدا تعالیٰ نے بغیر انسانی توسط کے یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائیں جن کی وجہ سے آپ کا نام مہدی ہوا یعنی آپ کو بلا واسطہ کسی انسان کے محض خدا کی ہدایت نے یہ کمال بخشا۔ ایسا ہی بغیر انسانی توسط کے یہ رُوحانی برکتیں مجھ کو عطا کی گئیں اور یہی مہدی کی نشانی اور حقیقت مہدویت ہے ...... میں خدا کی طرف سے علم پا کر اس بات کو جانتا ہوں کہ دنیا کی مشکلات کے لئے جو میری دعائیں قبول ہو سکتی ہیں وہ دوسروں کی ہر گز نہیں ہو سکتیں اور جو دینی اور قرآنی حقائق و معارف اور اسرار مع لوازم بلاغت و فصاحت کے میں لکھ سکتا ہوں دوسرا ہرگز نہیں لکھ سکتا۔ ایک دنیا جمع ہو کر میرے اس امتحان کے لئے آئے تو مجھے

غالب پاوے گی اور اگر تمام لوگ میرے مقابل پر اٹھیں تو خدا تعالٰے کے فضل سے میرا ہی پلّہ بھاری ہو گا۔ دیکھو میں صاف کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ اس وقت اے مسلمانو! تم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مفسّر اور محدّث کہلاتے ہیں۔ اور قرآن کے حقائق و معارف جاننے کے مدعی ہیں اور بلاغت اور فصاحت کا دم مارتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی موجود ہیں جو فقراء کہلاتے ہیں اور چشتی اور قادری اور نقشبندی اور سہروردی وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں موسوم کرتے ہیں۔ اٹھو اور اس وقت ان کو میرے مقابلہ پر لاؤ۔ پس اگر میں اپنے اس دعوٰی میں جھوٹا ہوں کہ یہ دونوں شانیں یعنی شانِ عیسوی اور شان محمدی مجھ میں جمع ہیں اگر میں وہ نہیں ہوں جس میں یہ دونوں شانیں جمع ہوں گی۔ اور ذوالبروزین ہو گا تو میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤں گا ورنہ غالب آ جاؤں گا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴ بحوالہ ایام الصلح صفحہ ۴۰۶-۴۰۷)

اسی طرح حضور اقدس علیہ السلام اربعین میں فرماتے ہیں:۔

"اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں میرا کوئی ہم پلّہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔" (اربعین ۳ ص ۲۳)

آپ نے قرآنی حقائق و معارف بیان کرنے میں علمائے اسلام کو مقابلے کی بار بار دعوت دی مگر کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ وہ مردِ میدان بن کر آپ کے مقابلہ کے لئے نکلتا۔ اللہ تعالٰے قرآن مجید میں فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی قرآن مجید کے حقائق و معارف انہی لوگوں پر کھلتے ہیں جو خدا تعالٰے کے ہاتھ

سے پاک کئے جاتے ہیں۔ پس آپ کی روحانی تربیت اور علمی اور عملی تکمیل کا بلاواسطہ ہونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ آپ ہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں اور اپنے دعویٰ میں صادق اور منجانب اللہ ہیں۔

حَکَمًا عَدْلًا

تیسری دلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کی آپ کا حکم اور عدل ہونا ہے۔ حکم عدل کے الفاظ میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ میں وحدت نہ ہوگی اور مسلمانوں میں اس قدر شدید اختلاف اور تفرقہ اور انشقاق پیدا ہو چکا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کے جانی دشمن بن جائیں گے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ مَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ کے لفظاً ومعناً مصداق ہو جائیں گے اور ان کی اصلاح کے لئے جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوگا وہ اسی سے ہدایت یافتہ امام ہوگا اور وہ اُن کے اختلافات کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا۔ اور عدل کے لفظ میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس کے فیصلوں کا انکار کیا جائیگا بحالیکہ اُس کا فیصلہ ہی صحیح اور درست ہوگا چنانچہ حضرت اقدس نے ان اختلافی امور کا جو اُمت مسلمہ کے درمیان پائے جاتے تھے فیصلہ فرمایا۔

(۱) آپ روایات کو اختلاف اور افتراق کا باعث قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

"اِفْتَرَقَتِ الْاُمَّۃُ وَتَشَاجَرَتِ الْمِلَّۃُ فَمِنْھُمْ حَنْبَلِیٌّ وَشَافِعِیٌّ وَمَالِکِیٌّ وَحَنَفِیٌّ وَحِزْبٌ مِنَ

اَلْمُتَشَیِّعِیْنَ۔ الخ

یعنی امت فرقوں میں بٹ چکی ہے اور اہل ملت آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی حنبلی ہے کوئی شافعی ہے اور کوئی مالکی ہے اور کوئی حنفی اور ایک گروہ شیعوں کا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ تعلیم تو ایک ہی تھی مگر بعد میں آنے والے گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا اور ان کی حالت یہ ہے کہ ہر ایک ان میں سے اس پر جو اس کے پاس ہے خوش ہے اور ہر فرقہ نے اپنے مذہب کے لئے ایک قلعہ بنایا ہے جس سے وہ نکلنا نہیں چاہتا خواہ دوسرا اس سے صورت میں اچھا ہی کیوں نہ ہو۔ فَاَرْسَلَنِیَ اللّٰہُ لِاَسْتَخْلِصَ الصَّیَاصِیَ وَاُشَدِّدَ فِی الْقَاصِیْ وَاُنْذِرَ الْعَاصِیْ وَیَرْتَفِعُ الْاِخْتِلَافُ وَیَکُوْنُ الْقُرْاٰنُ مَالِکَ النَّوَاصِیْ وَقِبْلَۃَ الدِّیْنِ (آئینہ کمالات اسلام)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تا میں انہیں ان قلعوں سے نکالوں اور ہر دور شخص کو قریب لاؤں اور گنہگاروں کو ڈراؤں۔ تا اختلاف دور ہو جائے۔ اور قرآن کریم کی سرداری تسلیم کی جائے اور دین کا قبلہ اسی کو قرار دیا جائے۔

جیسا کہ اوپر ظاہر کیا جا چکا ہے باوجود تعلیم ہونے کے اُمتِ محمدیہ میں روایات کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہوئے تھے اور اُمت ان کی وجہ سے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان اختلافات کو مٹانے کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ قرآن مجید کو ہر دینی بات میں حکم قرار دیا جائے

اور جو بات قرآن مجید سے ثابت ہو وہ مے لی جائے کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے اور اس کے مخالف جو قول بھی ہو اُسے رد کر دیا جاتے۔

(۲) شیعوں اور سُنیوں کے درمیان مسئلہ خلافت میں جھگڑا پایا جاتا تھا۔ اس میں آپ نے سُنیوں کو حق پر قرار دیا۔ پھر خوارج اور شیعہ میں سے خوارج کو باطل پر اور شیعوں کو ان معنوں میں حق پر بتایا کہ حضرت علی رض واقعی خلیفہ برحق تھے۔ اور آپ نے ان کے خلیفہ چہارم ہونے کی تائید میں دلائل دیتے ہوئے یہ فرمایا:-

وَالحَقُّ اِنَّ الحَقَّ کَانَ مَعَ المُرتَضیٰ وَمَن قَاتَلَہٗ فِی وَقتِہٖ فَقَد بَغیٰ وَطَغیٰ (سر الخلافۃ)

اور حق بات یہ ہے کہ اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ رض حق پر تھے۔ اور آپ کے عہد خلافت میں جس نے آپ سے جنگ کی اس نے حد سے تجاوز کیا۔

(۳) اسی طرح آپ نے اہل حدیث اور منکرین حدیث میں جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ یہ فیصلہ دیا کہ سب سے اوّل اور مقدم ذریعہ ہدایت کا قرآن مجید ہے اور دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے وہ سُنت ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے دکھلائیں۔ اور تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور حدیث قرآن اور سنت ہر دو کی خادم ہے

قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ رض کا فعل ہے۔ حدیث

قرآن پر قاضی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو ظنی مرتبہ پر ہے وہ قرآن کی جو یقینی مرتبہ پر ہے ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی۔

قرآن اور سنت نے اصل کام سب کو دکھلایا ہے۔ حدیث قرآن اور سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ پس حدیث بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اُس کے اندر موجود ہے۔ پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضوِ اسلام کو کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہے جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز اس حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہو گی۔

بہر حال احادیث کی قدر کرنی چاہیئے اور ان سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ اور جب تک قرآن اور سنت اُن کی تکذیب نہ کریں اُن کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیئے کہ احادیثِ نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترکِ فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن کے بیان قصص کے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو۔ شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو۔ اور اگر کسی طرح وہ تعارض دُور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔

اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہو مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے۔ اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک ضعیف

ہے۔ اور ہمارے زمانے میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکل ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو مخطی خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔ ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اُن ہیں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں۔ پس اگر کوئی حدیث اُن میں سے پوری ہو جائے۔ اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ یا کوئی راوی اس کا متدین نہیں تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جس کا سچا ہونا خدا تعالےٰ نے ظاہر کر دیا۔ (کشتی نوح صفحہ ۸۰-۸۱)

پس وہ لوگ جو حدیث کو قرآن پر قاضی بناتے اور حدیث کے ذریعہ آیاتِ قرآنیہ کو منسوخ قرار دیتے ہیں غلطی پر ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جو عام طور پر احادیث کو ظنیات کا ذخیرہ سمجھ کر انہیں غیر معتبر سمجھتے ہیں۔ اُن میں سے ایک افراط کا مرتکب ہے اور دوسرا تفریط کا۔ اور قرآن و حدیث کے مرتبہ کے بارے میں صحیح فیصلہ وہی ہے جو خدا تعالےٰ کے مرسل مسیح موعود حکم و عدل نے دیا ہے۔

حیات و وفات مسیح

(۲) اسی طرح اُمتِ محمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کے مسئلہ میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت امام مالکؒ اور امام ابن حزم اور امام بخاری وغیرہ کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے علماء اُن کی حیات کے قائل تھے۔ آپ نے بحیثیت حکم و عدل فیصلہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر رسولوں

کی طرح وفات پا چکے ہیں۔

نزولِ مسیحؑ

(۵) اسی طرح اُمّتِ محمدیہ میں نزولِ مسیح سے متعلق بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ ایک گروہ تو ان کے آسمان پر بجسدہ العنصری زندہ ہونے اور آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونے کا قائل تھا۔ اور ایک دوسرا گروہ نہ اُن کے آسمان پر چڑھنے کا قائل تھا نہ آسمان سے اُترنے کا۔ جیسا کہ امام سراج الدین ابن الوردی اپنی کتاب خریدۃ العجائب و فریدۃ الرغائب کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھتے ہیں:-

وَقَالَتْ فِرْقَةٌ مِنْ نُزُوْلِ عِیْسیٰ خُرُوْجُ رَجُلٍ یُشْبِهُ عِیْسیٰ فِی الْفَضْلِ وَالشَّرَفِ کَمَا یُقَالُ لِلرَّجُلِ الْخَیْرِ مَلَکٌ وَلِلشِّرِّیْرِ شَیْطَانٌ تَشْبِیْھًا بِھِمَا وَلَا یُرَادُ الْاَعْیَانُ۔

ایک گروہ نے نزولِ عیسیٰ سے ایک ایسے شخص کا ظہور مراد لیا ہے جو فضل اور شرف میں عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہوگا جیسے تشبیہ دینے کے لئے نیک آدمی کو فرشتہ اور شریر کو شیطان کہہ دیتے ہیں۔ مگر اس سے مراد فرشتہ یا شیطان کی ذات نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم و عدل قرار دیا دوسرے گروہ کے عقیدہ کو درست قرار دیا اور فرمایا کہ چونکہ قرآن کریم کی آیات سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو وفات پا جائیں وہ اس دُنیا میں واپس نہیں آئیں گے اس لئے حضرت

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بذاتہ اُمتِ محمدیہ میں آنے کا خیال درست نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی درباره نزول ابن مریم سے مراد یہی ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں ایک شخص مسیح ابن مریم سے کمال مشابہت رکھنے والا ظاہر ہوگا اور مشابہت کی وجہ سے مسیح ابن مریم کہلائے گا۔ ہر زبان اور خاص کر عربی زبان میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں کہ مشابہت کی وجہ سے ایک چیز کا نام دوسری چیز کو دے دیا جاتا ہے اور صریح اور کمال مشابہت کی وجہ سے مشبّہ کو مشبّہ بہ کا نام دے دینا کلام کی خوبی شمار کیا جاتا ہے اور جب دو چیزوں میں کامل تشابہ بیان کرنا مقصود ہو تو حرف تشبیہ حذف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً جب کسی شخص کو جرأت میں شیر کے ساتھ کمال مشابہت ظاہر کرنا مقصود ہو تو وہ کہے گا رَأَیْتُ اَسَدًا میں نے شیر دیکھا اور شیر سے مراد بہادر شخص ہوگا اور ایک نہایت اچھے اور فصیح بلیغ کلام کرنے والے کے متعلق کہا جاتا ہے۔ اِنَّمَا یَنْظِمُ دُرًّا کہ وہ تو موتی پروتا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق علامہ عبید اللہ بن مسعود الحنفی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:۔

"کَاسْتِعَارَةِ اِسْمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ لِرَجُلٍ عَالِمٍ فَقِیْہٍ مُتَّقٍ۔ (التوضیح صفحہ ۱۸۲)

یعنی ایک عالم فقیہہ متقی شخص کو استعارہ کے طور پر ابو حنیفہ کہا جاتا ہے۔ اور علامہ زمخشری اپنی تفسیر القرآن کشاف میں آیت هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

وَهٰذَا کَقَوْلِكَ اَبُوْ یُوْسُفَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ تُرِیْدُ اَلْاِسْتِحْکَامَ لِلشَّبَہِ کَاَنَّ ذَاتَہٗ ذَاتُہٗ۔ (تفسیر کشف

جلد ۱ صـ ۳۰۲)

اہل جنت کے رزق جنت سے متعلق ھٰذَا الَّذِی رُزِقْنَا مِن قَبْلُ کہنے کی مثال ایسی ہے جیسے تم کہتے ہو کہ ابو یوسف ابو حنیفہ ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ان دونوں کے درمیان مستحکم مشابہت کی وجہ سے گویا ابو یوسف کی ذات ابو حنیفہ کی ذات ہے اور اس لئے ابو یوسف کہنے کی بجائے ابو حنیفہ کہہ کر مراد ابو یوسف لی جاتی ہے۔

اسی طرح بلکل" فرعون موسیٰ اور بلکل" دجّالِ عیسیٰ میں موسیٰ اور عیسیٰ سے مثیل موسیٰ اور مثیل عیسیٰ مراد ہوتے ہیں پس احادیث میں آنیوالے مسیح کا نام ابن مریم یہ ظاہر کرنیکے لئے رکھا گیا ہے کہ مسیح محمدی اور مسیح موسوی میں اسقدر شدید مشابہت ہوگی کہ گویا مسیح محمدی کی ذات مسیح موسوی ہی کی ذات ہے اسلئے اسے ابن مریم کا نام دیا گیا اور حدیث اِلَّا مَرْیَمَ وَ ابْنَھَا عِیْسٰی کی شرح میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:

"اس حدیث میں مریم اور ابن مریم سے ہر وہ شخص مراد ہے جو عیسیٰ اور مریم کی صفات اپنے اندر رکھتا ہو"

(کشاف جلد ۱ صـ ۲۱۲)

پس یہ کہنا کہ اسم معرفہ اپنے معروف مسمّٰی کے سوا کسی اور کے لئے نہیں آتا درست نہیں۔

اسی طرح امام عبد الرؤف المناوی نے اپنی کتاب التیسیر شرح الجامع الصغیر میں اسی حدیث کی تشریح اس طرح کی ہے:۔

"المراد هما ومن فی معناهما" التیسیر جلد ۲ صـ ۲۱۲)

یعنی آنحضرت صلعم کے فرمان اِلَّا مَرْیَمَ وَ ابْنَھَا عیسیٰ میں

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ سے مراد وہ سب لوگ بھی ہیں
جو ان کے مثیل ہوں۔
گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ان تمام لوگوں کو جو حضرت
مریم اور حضرت عیسیٰ کے مقام پر فائز ہوں یا اُن سے مماثلت رکھتے ہوں
مریم اور ابن مریم کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔
اس سے ظاہر ہے کہ مریم اور ابن مریم اور مسیح اور عیسیٰ کے نام وصفی
خاصیت رکھتے ہیں۔ اور بزرگانِ امتِ محمدیہ نے بھی ایسے نام اپنی نسبت
استعمال کیے ہیں۔ ابو سعید مولوی محمد حسین بٹالوی براہین احمدیہ پہ ریویو کرتے
ہوئے حضرت بانی جماعت احمدیہ کے الہام یا مریم اسکن انت و
زوجك الجنۃ کے متعلق جس میں آپ کو مریم کے نام سے خطاب کیا گیا
تھا لکھتے ہیں:۔

"اس الہام میں لفظ مریم سے مؤلف مراد ہے جس کو ایک
روحانی مناسبت کے سبب سے مریم سے تشبیہ دی گئی ہے۔
وہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے حضرت مریم علیہا السلام بلا شوہر
حاملہ ہوئی ہیں چنانچہ ظاہر قرآن کی دلالت ہے اور انجیل میں تو
اس پر صاف تصریح ہے ایسے ہی مؤلف براہین بلا تربیت
وصحبت کسی پیر فقیر ولی مرشد کے ربوبیتِ غیبی سے تربیت
پا کر موردِ الہاماتِ غیبیہ و علوم لدنیہ ہوئے ہیں۔ اس تشبیہ
کی ایک ادنیٰ مثال نظامی کا یہ شعر ہے جس میں انہوں نے اپنی
طبیعت کو مریم سے تشبیہ دی ہے ؎
ضمیرم کہ نہ زن بلکہ آتش زن است
کہ مریم صفت بکر آبستن است

اس صورت میں مریم کا خطاب بہ صیغہ تذکیر محل اعتراض نہیں اور اس کے لئے زوج کا اثبات بھی مستبعد نہیں اور یہاں تو زوج سے مؤلف کی اتباع و رفقاء مراد ہیں۔

(ریویو براہین احمدیہ ص ۲۸ مندرجہ اشاعۃ السنہ ج ۹ جلد ۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نزول مسیح سے متعلق مسلمانوں کی غلطی واضح کرنے کے لیے اُن کے سامنے یہود کی مثال پیش کی کہ:۔

"جیسے تم حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو یہود بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئیگا جب پہلے الیاس نبی جو کہ آسمان پر اُٹھایا گیا تھا دوبارہ دنیا میں آجائیگا۔ اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رُو سے ایسا خیال کرتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے اس ثبوت میں پیش کرتے تھے۔ لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اترا جو اس دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بجسدہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اس کے آخر کار یہ معنے کھلے کہ الیاس کی خو اور طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا۔ اور یہ معنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود بیان فرمائے جن کو دوبارہ آسمان سے

اتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ
تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔
وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اتارا
اور یہود کے سامنے اس کو تاویلوں سے کام لینا پڑا وہ
تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اتار دے گا جس کو تم دوبارہ اتارتے
ہو۔ اُسی کے فیصلہ سے منکر ہو۔۔۔۔۔۔ کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت
عیسیٰ نے بھی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ یوحنا ہی
ہے۔ یعنی یحییٰ۔ اور انتخابات کہہ کر یہود کی تمام امیدوں کو خاک
میں ملا دیا۔ اب اگر یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ ہی آسمان سے
آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھہر سکتا
کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو
الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس کی جگہ یحییٰ کو الیاس
ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا۔ عقلمندوں کے لئے یہ سوچنے کا
مقام ہے!! (کشتی نوح صفحہ ۹۲، ۹۳)

پھر حضرت اقدس علیہ السلام نے مسلمانوں کو جو حضرت مسیح کے زندہ
آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل تھے اور احادیث نزول مسیح کی بنا پر
یہ خیال کرتے تھے کہ وہ آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے
مخاطب کر کے متحدیانہ طریق سے تحریر فرمایا کہ
"کسی حدیث متصل مرفوع میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا
اور نزول کا لفظ محاورہ عرب میں مسافر کے لئے آتا
ہے۔ اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اگر مسلمانوں

کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے ہیں اور کسی زمانے میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اور اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ایسے شخص کو بیس ہزار تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۳ حاشیہ ص ۲۲۵ بحوالہ کتاب البریہ)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور آنے والے مسیح موعود کے مثیل مسیح ابن مریم ہونے پر ایسے مضبوط اور قوی دلائل پیش کئے جن سے تعلیم یافتہ طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی یہ اقرار کرنا پڑا کہ

"مرزائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی مانند جام مرگ نوش فرما چکے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کے دوبارہ ظہور کا مقصد یہ ہے کہ روحانی اعتبار سے ان کا ایک مثیل پیدا ہوگا کسی حد تک معقولیت کا رنگ لئے ہوئے ہے۔" (اخبار آزاد ۷ را پریل ۱۹۵۰ء)

(۷) اسی طرح حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت امام ملا علی قاری اور حضرت امام محمد طاہر مؤلف مجمع البحار و بحر العلوم اور حضرت مولانا عبدالعلی لکھنوی مرحوم اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی مرحوم بانی دارالعلوم دیوبند اور ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی اور تابع شریعت محمدیہ نبی کی آمد کو آیت خاتم

النبیین کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔ اور ان کے علاوہ دوسرے علما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی مستقل متبع وغیر متبع کسی نوعیت
کسی قسم کے نبی کی آمد کو بھی آیت خاتم النبیین کے خلاف اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے قطعاً منافی قرار دیتے تھے۔ حضرت مسیح
موعود علیہ السلام نے بحیثیت حکم عدل یہ فیصلہ فرمایا کہ

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اس نبوت کا
دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ اپنے ساتھ رکھتی
ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے
الگ ہو کر کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو
خدا تعالیٰ اس کی وحی میں امتی بھی قرار دیتا ہے اور پھر
دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ ایسا دعوے
قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ
نبوت بہ باعث امتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت
نہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۷۷ و ۱۷۸)

اور فرماتے ہیں:۔

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت
والا کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا
ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

گویا آپ نے اس گروہ کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی
متبع نبی کے آنے کو آیت خاتم النبیین کے خلاف اور حضرت نبی کریم

صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منافی نہیں سمجھتا تھا حق پر قرار دیا مگر اس شرط کی زیادت کے ساتھ کہ ایسے شخص کے لئے مقام نبوت کے حصول سے پہلے اُمتِ محمدیہ ہی سے ہونا ضروری ہے۔ یعنی اُمتِ محمدیہ سے باہر کسی مذہب میں سے کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آسکتا۔

(۷) پھر متکلمین اسلام کے باہمی اختلافات میں بھی جو ذاتِ باری کی رؤیت۔ اور صفاتِ باری وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مثلاً سر سید مرحوم کا علم الکلام نیچریت جو انکار وحی اور انکار تاثیر دعا اور انکار وجود ملائکہ وغیرہ پر مشتمل تھا) اسے دلائل قرآنیہ و حدیثیہ کے علاوہ اپنے ذاتی مشاہدہ و تجربہ کو پیش کرکے اس کا غلط ہونا ظاہر کیا۔ اسی طرح علماء کے اس خیال کو رد کیا کہ قرآن کے علوم و معارف گذشتہ مفسروں کی تفسیروں میں محدود ہیں۔ ان کے اس نظریہ کو بھی باطل قرار دیا کہ علوم جدیدہ سائنس وغیرہ کو پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ کتاب الٰہی جس پر مذہب کی بنیاد ہے خدا کا قول ہے اور سائنس یعنی قانونِ قدرت اس کا فعل۔ ان دونوں میں تضاد ممکن نہیں۔

اسی طرح صوفیاء و علمائے ظواہر کے بہت سے مسائل وجود و شہود و صفاتِ باری تعالےٰ سے متعلق اختلاف کا فیصلہ کیا اور ہر مسئلہ میں جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا آپ کا فیصلہ ہی درست ہے۔ پس آپ کا حَکَم و عدل ہونا بھی آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔

علمائے اسلام پر اتمام حجت

سیدنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسیح موعود کے لئے لفظ

حکماً کے ساتھ عدلاً کا لفظ بھی استعمال فرمانا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ علماء آپ کے فیصلوں کو غلط قرار دیں گے اور تسلیم نہیں کریں گے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی خیال کا اظہار فرمایا ہے۔

"علماء ظواہر مجتہدات او را علی نبینا علیہ السلام از کمال دقت وغموض ماخذ انکار نمائند و مخالف کتاب و سنت دانند"

(مکتوبات امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۷ مکتوب ۵۵)

یعنی علماء ظواہر مسیح موعود کے مسائل اجتہادیہ کا انکار کریں گے اور قرآن مجید اور سنت نبویؐ کے مخالف قرار دیں گے۔

(۲) نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب حجج الکرامہ میں علمائے وقت اور مقلدین فقہاء کی طرف سے مہدی علیہ السلام کی مخالفت کا ذکر کرتے لکھتے ہیں:-

"بحسب عادت خود حکم بتکفیر و تضلیل وے کنند"

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

یعنی علماء اپنی عادت کے مطابق مہدی کے کافر و گمراہ ہونے کا فتویٰ دیں گے۔

(۳) ابو الخیر نواب مولوی نور الحسن خان ابن نواب مولوی صدیق حسن خان لکھتے ہیں:-

"یہی حال مہدی علیہ السلام کا ہوگا کہ اگر وہ آگئے تو سارے مقلد بھائی ان کے جانی دشمن بن جائیں گے۔ ان کے قتل کی فکر میں ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص تو ہمارے دین کو

بگاڑتا ہے" (اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲)

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام مہدی کو عین ضرورت کے وقت مسلمانوں کی اصلاح اور غیر مذاہب پر اتمام حجت کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تو علمائے وقت آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو کافر اور گمراہ قرار دیا اور آپ نے علماء پر مختلف طور سے اتمام حجت کیا۔ مثلاً آپ نے اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں تحریر فرمایا کہ

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار عظیم الشان آسمانی تائیدیں کا کامل متقیوں اور کامل مومنوں کے لئے وعدہ دیا ہے اور وہی کامل مومن کی شناخت کے لئے کامل علامتیں ہیں۔

اوّل یہ کہ مومنِ کامل کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اکثر بشارتیں ملتی ہیں یعنی پیش از وقوع خوشخبریاں .....

دوم یہ کہ مومنِ کامل پر امور غیبیہ کھلتے ہیں .....

سوم یہ کہ مومنِ کامل کی اکثر دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور اکثر ان دعاؤں کی قبولیت کی پیش از وقت اطلاع بھی دی جاتی ہے۔

چہارم یہ کہ مومنِ کامل پر قرآن کریم کے دقائق و معارفِ جدیدہ و لطائف خواص عجیبہ سب سے زیادہ کھولے جاتے ہیں۔

ان چاروں علامتوں میں مومنِ کامل نسبتی طور پر دوسروں پر غالب رہتا ہے۔" (آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۳)

اور آپ نے اک روحانی مقابلہ کے لئے تمام صوفیوں پیرزادوں

اور سجادہ نشینوں اور ان تمام علماء کو بھی جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا مقابلہ کی دعوت دی۔ اور فرمایا:-

"میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب ہو گیا تو اپنے ناحق ہونے کا خود اقرار شائع کر دوں گا...... اور اس جلسہ میں اقرار کروں گا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور میرے تمام دعاوی باطل ہیں اور بخدا میں یقین رکھتا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ میرا خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا اور کبھی مجھے ضائع ہونے نہیں دیگا۔"

(آسمانی فیصلہ صفحہ)

مگر مکفرین علماء کو اس امتحان کے لئے آپ کے مقابل پر کھڑے ہونیکی جرأت نہ ہوئی۔ پھر آپ نے ضمیمہ انجام آتھم میں ان مکفرین علماء کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

"اول۔ اگر کوئی مولوی عربی کی فصاحت و بلاغت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے تو وہ ذلیل ہوگا۔ میں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب (مندرجہ انجام آتھم۔ شمس) کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان دان جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں

دوم۔ اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ

قرانی کی بالمقابل تفسیر بنا دیں۔ یعنی رو برو ایک جگہ بیٹھ کر بطور
فال قرآن شریف کھولا جاوے اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں
اُن کی تفسیر میں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے
پھر اگر میں حقائق و معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب
نہ ہوں تو پھر بھی میں جھوٹا ہوں۔
سوم۔ اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی
مولوی نامی مخالفوں میں میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں
انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو
پھر میں جھوٹا ہوں گا۔
چہارم۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض
نامی مخالف اشتہار دیدیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال
تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریںگے اور مصدق ہو
جائیں گے پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے
کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ
پیشگوئی ہو یا اور تو میں اقرار کر دوں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔
پنجم۔ اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بٹالوی اور
دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کریں۔ پس اگر مباہلہ کے
بعد میری بد دُعا کے اثر سے ایک بھی بچ رہا تو میں اقرار
کر دوں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔
یہ طریق ہیں جو میں نے پیش کئے ہیں اور میں ہر ایک کو خدا
تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچے دل سے ان طریقوں میں سے

کسی طریق کو قبول کریں یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں۔ یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں سات آیات قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ اور یا اشتہار شائع کر کے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی انتظار کریں اور یا مباہلہ کریں۔" (روحانی خزائن جلد ۱۱ بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۰۴ تا ۳۰۹)

مگر مکفرین علماء میں سے کسی ایک کو بھی ان طریقوں میں سے کسی طریق فیصلہ کو منظور کر کے مقابلہ کے لئے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اسی طرح اپنی کتاب تحفہ غزنویہ میں تحریر فرمایا :-

"کوئی طریق باقی نہیں رہا جس سے میں نے اتمام حجت نہیں کیا۔ منقولی طور پر میں نے اتمام حجت کیا...... اور میں نے صرف اسی پر بس نہیں کی بلکہ بارہا اشتہار دیئے کہ اگر آپ لوگوں میں کچھ سچائی ہے تو میرے مقابلہ پر آؤ۔ قرآن سے دکھلاؤ کہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ معہ جسم آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر زندہ معہ جسم عنصری آسمان پر سے اتریں گے؟ میں تو اب بھی شرط کو تیار ہوں اگر آیت فلما توفیتنی کے معنے بجز مارنے اور ہلاک کرنے کے کسی حدیث سے کچھ اور ثابت کر سکو یا کسی آیت یا حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معہ جسم عنصری آسمان پر چڑھنا یا معہ جسم عنصری آسمان سے اترنا ثابت کر سکو یا اخبار غیبیہ میں جو خدا تعالیٰ سے مجھ پر ظاہر ہوتی ہیں میرا مقابلہ

کرسکو یا تحریمہ عربی زبان میں میرا مقابلہ کرسکو یا اور آسمانی نشانوں میں جو مجھے عطا ہوتے ہیں میرا مقابلہ کرسکو تو میں جھوٹا ہوں۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۳ بحوالہ تحفہ غزنویہ)

اور فرمایا:-
"آپ لوگ ملہم کہلاتے ہیں۔ استجابت دعا کا بھی دعویٰ ہے چند پیشگوئیاں جو استجابت دعا پر بھی مشتمل ہوں بذریعہ اشتہار شائع کردیں اور اس طرف سے میں بھی شائع کردوں۔ ایک برس سے زیادہ میعاد نہ ہو۔ پھر آپ لوگوں کی پیشگوئیاں سچی نکلیں تو ایک دم میں ہزارہا لوگ میری جماعت سے آپ کے ساتھ شامل ہوجائیں گے۔۔۔ کیا آپ اس درخواست کو قبول کریں گے؟"
(روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۵۴۲، ۵۴۳ بحوالہ تحفہ غزنویہ)

پھر حضرت اقدسؑ نے فقراء اور صوفیاء اور دعویٰ الہام کرنے والوں کو اپنے دعویٰ کے مصدق بننے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا جس کا ملخص یہ ہے کہ

ان میں جو ملہم میرے دعویٰ مسیحیت کو نہیں مانتا ہم دونوں بٹالہ یا امرتسر یا لاہور کے ایک مجمع میں دعا کریں کہ جس سے کوئی عظیم الشان نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو پیشگوئی ہو یا معجزات انبیاء سے مشابہ کسی قسم کا اعجاز ہو ایک برس کے اندر ظہور میں آوے جس سے ظاہر ہو کہ وہ سچا ہے اور دوسرا جھوٹا۔ اور مغلوب کو بلا تامل دوسرے کا مذہب اختیار کرلینا ہوگا۔ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱ بحوالہ تریاق القلوب)

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب کرنے والے علماء میں سے کوئی بھی ان روحانی طریقوں سے فیصلہ کے لیے آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔

ان کے خلاف متقی علماء و صوفیاء جن کے دلوں میں خشیت الٰہی موجود تھی وہ دل و جان سے آپ کے مصدق ہوئے۔ مثلاً حاجی الحرمین حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضؓ۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ حضرت حکیم فضل الدین صاحب بھیروی۔ حضرت مولوی غازی برہان الدین صاحب جہلمی۔ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہزاروی۔ حضرت مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی۔ حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری۔ حضرت مولوی عبد القادر صاحب لدھیانوی۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ حضرت مولوی میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی۔ حضرت مولوی انوار حسین صاحب شاہ آبادی۔ حضرت سید صادق حسین صاحب آبادی۔ حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابی عزیز الواعظین۔ حضرت مولوی غلام امام صاحب شاہ جہان پوری۔ حضرت مولوی حافظ سید علی صاحب شاہجہانپوری۔ حضرت سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ حضرت مولوی غلام حسن صاحب پشاوری۔ حضرت مولوی قاضی امیر حسین صاحب بھیروی۔ حضرت مولوی محمد سعید صاحب طرابلسی۔ حضرت مولوی تفضل حسین صاحب فرید آبادی وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوعنہ۔

اسی طرح حضرات صوفیہ میں سے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں

شریف اور حضرت پیر صاحب العلم سندھ جو آپ کے مصدق ہوئے۔ اور حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی۔ اور حضرت پیر منظور محمد صاحب لدھیانوی۔ حضرت سید عبد الستار شاہ صاحب کابلی المعروف بزرگ صاحب۔ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہید خوست کابل۔ حضرت صوفی تصور حسین صاحب بریلوی وغیرہم رضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ۔ [ل]

پس بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کے مطابق علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر و تکذیب اور حضور کی طرف سے ہر رنگ میں ان پر اتمام حجت اور نیک و متقی علماء اور صوفیاء کا آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرنا اور آپ کی جماعت میں داخل ہو جانا بھی آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

کسرِ صلیب

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام یکسر الصلیب بھی بتایا تھا یعنی وہ کسر صلیب کرے گا۔ اور یہ بھی زبردست دلیل ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیح موعود ہونے کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے ظاہر تھا کہ دنیا پر ایک ایسا دور پھر آنے والا ہے جس میں صلیبی دین انتہائی غلبہ پا جائے گا کہ اس کے استیصال کے لئے ایک خاص فرد مبعوث کیا جائیگا۔ بجائیکہ اس زمانے بلکہ اس کے بعد والے زمانوں میں بھی صلیبی مذہب اور

[ل] حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے علماءِ ربانی اور صوفیاء کرام کی مفصل فہرست رسالہ ہذا کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے خیالات پھیلنے اور غالب آجانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں جاتی تھی اوّل اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر بربنائے آیت شریفہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران) اس امر پر اجماع ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل دنیا میں تشریف لائے وہ سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔

دوسرے اس لئے کہ خلفائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہری لحاظ سے بھی عظیم الشان عیسائی حکومتیں اسلام سے ایسی مغلوب ہو گئی تھیں کہ اس وقت کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اب کوئی ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جب میں عیسائی قومیں پھر غالب آجائیں گی یہاں تک کہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰؑ کے متعلق عیسائیوں کے عقیدے سے مشابہ عقیدہ اختیار کریں گے اور یہ سمجھنے اور ماننے لگیں گے کہ وہ زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ جہاں وہ بغیر کھانے پینے اور بغیر کسی تغیر و تبدیل کے آج تک زندہ موجود ہیں اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور اس باطل عقیدے کو اپنے ایمان کا ایسا جزو لازمی سمجھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل کو کافر۔ دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل سمجھنے لگیں گے جیسا کہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نے حیات مسیح کے منکر کے متعلق یہ فتویٰ شائع کیا ہے کہ

"ایسے شخص سے قرآن و سنّت کے دلائل واضح کرنے کے بعد توبہ کا مطالبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ کرے تو بہتر ورنہ اُسے کفر کی حالت میں قتل کر دیا جائے" (تعلیم القرآن نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۱)

مگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آج سے تیرہ سو سال پہلے یہ علم دیا گیا تھا کہ آخری زمانے میں نصرانیت کا غلبہ ہو جائے گا اور ساری دنیا میں صلیبی عقیدے کی اشاعت کی جائے گی اور یہ خیال کیا جانے لگے گا کہ دُنیا کا آئندہ مذہب صلیبی مذہب یعنی عیسائیت ہو گا۔ تب اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا جو دلائل و براہین سے صلیبی عقیدے کا باطل ہونا ظاہر کر کے دینِ حق یعنی اسلام کی صداقت دُنیا میں قائم کرے گا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ پنجاب اور ہندوستان میں جا بجا عیسائی تبلیغی مشن قائم ہو چکے تھے اور شہروں اور دیہاتوں کے گلی کوچوں میں عیسائی منادر بنا المسیح ربنا المسیح کی صدا بلند کر رہے تھے اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسرِ صلیب کا معجزہ دکھانے کے لئے مبعوث فرما دیا اور آپ نے ظاہر ہو کر ببانگِ بلند یہ اعلان کیا کہ :-

"اس عاجز کو ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں ہیں جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کو پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دلوں میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں

بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دی گئی ہیں۔" (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ حاشیہ صفحہ ۱۱ بحوالہ فتح اسلام)

کسرِ صلیب سے مُراد

پہلے ربّانی علماء بھی لکھ چکے ہیں کہ کسرِ صلیب سے مُراد از روئے دلائل صلیبی مذہب کا ابطال ہے۔ مثلاً علامہ بدر الدین العینی شارح صحیح البخاری لکھتے ہیں:۔

"فُتِحَ لِیْ ھٰہُنَا مَعْنیً مِنَ الْفَیْضِ الْاِلٰھِیِّ وَھُوَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ کَسْرِ الصَّلِیْبِ اِظْھَارُ کِذْبِ النَّصَارٰی حَیْثُ ادَّعَوْا اَنَّ الْیَھُوْدَ صَلَبُوْا عِیْسٰی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَشَبَۃٍ فَاَخْبَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ بِکِذْبِھِمْ وَافْتِرَاءِھِمْ۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کے فیض سے یہ معنے مجھ پر منکشف ہوئے ہیں کہ کسرِ صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے کیونکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ یہود نے مسیح کو کاٹھ پر لٹکا کر مصلوب کر دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خبر دی کہ یہ ان کا جھوٹ اور افتراء ہے کہ مسیح صلیب پر مارے گئے تھے۔

اور اس کے آگے لکھتے ہیں:۔

"کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کو جو خود ان کا بھی دین ہوگا الدین الحق ثابت کریں گے اَلَّذِیْ ھُوَ نَزَلَ لِاِظْھَارِہٖ مَا اَبْطَالَ بَقِیَّۃِ الْاَدْیَانِ یعنی وہ دین جب

کے غالب کرنے اور باقی دینوں کو باطل ثابت کرنے کے لئے نازل ہوں گے۔"

(عینی شرح صحیح البخاری جلد ۵ صفحہ ۵۸۴ مطبوعہ مصر)

اسی طرح علامہ قطب الدین شارح مشکوٰۃ المصابیح لکھتے ہیں:۔

"پس توڑیں گے صلیب کو اور باطل کردیں گے دین نصرانیت کو۔" (مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴ صفحہ ۳۸۴)

اور کسر صلیب یعنی عیسائی مذہب کے بطلان کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ تلوار یعنی جبر سے عیسائی مسلمان بنائے جائیں۔ دوسری صورت معمولی مباحثات کے ذریعہ صلیبی مذہب کو مغلوب کیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اسلامی نشانوں سے اسلام کی برکت اور عزت ظاہر کی جائے اور ثابت کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ آپ نے طبعی وفات پائی جس سے تثلیث و کفارہ موجودہ عیسائیت کے بنیادی عقیدے دونوں باطل ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہی تیسری صورت ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور اسی کے ساتھ غلبہ ہو سکتا ہے اور آسمانی نشانوں میں میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

صلیبی عقیدہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے

اور صلیبی عقیدہ یعنی یہ عقیدہ کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اور تین دن جہنم میں رہنے کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اور لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ پولوس لکھتا ہے:۔

"اگر یہ مسیح صلیب پر مر کر جی نہیں اٹھا تو ہماری منادی بھی بے فائدہ اور تمہارا ایمان بھی بے فائدہ۔" (کرنتھیوں ۱۵/۱۵-۱۴)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدے کی ایسے طور سے دھجیاں اُڑائیں اور ایسے رنگ میں صلیب کو پارہ پارہ کیا کہ اس کے جُڑنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ آپ نے قرآن مجید کی بہت سی آیات شریفہ سے حضرت عیسیٰؑ کی طبعی وفات ایسے براہین قویہ اور دلائل قطعیہ سے ثابت کر دی کہ ایک عاقل منفکر کے لیے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ ان آیات قرآنیہ پر سنجیدگی اور متانت اور اخلاص و للٰہیت سے غور کرے اور پھر ان کی طبعی موت کا قائل نہ ہو جائے۔ اور صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت قرآن مجید کی آیت وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم میں نہایت عمدگی سے بیان فرما دی ہے کہ مسیح مصلوب نہیں ہوئے یعنی صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ مصلوب کے مشابہ ہو گئے تھے اور یہود شبہ میں ڈال دیئے گئے۔ یعنی حضرت مسیح کے بیہوش ہو جانے کی وجہ سے یہود کو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور حضرت اقدسؑ نے اس امر کو کہ درحقیقت مسیح صلیب سے زندہ ہی اتار لیے گئے تھے۔ اناجیل اور کتب اہل قدیم اور کتب تاریخیہ سے ایسے یقینی اور قطعی طور پر ثابت فرما دیا کہ اب کسی عیسائی کے لیے معقولی طور پر اس کے خلاف لب کشائی کی گنجائش قطعاً نہیں رہی۔

اناجیل سے یہ ثابت ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام اس قبر سے نکل کر جس میں وہ واقعہ صلیب کے بعد رکھے گئے تھے حواریوں سے ملے اور انہوں نے آپ کو ایک روح خیال کیا تو آپ نے ان کی یہ پریشان

خیالی دغلط فہمی دور کرنے کے لئے یہ کہہ کر اپنے زخمی ہاتھ پاؤں دکھائے کہ

"مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو" (لوقا ۲۴-۳۹ تا)

اور یوحنا کہتا ہے کہ مسیح نے اپنے ہاتھوں اور پسلی کو انہیں دکھایا۔ اور توما حواری سے کہا۔

"انگلی پاس لا کر میرے ہاتھ کو دیکھ اور ہاتھ پاس لا کر میری پسلی میں ڈال" (یوحنا ۲۰-۲۷)

پس قبر سے نکلنے کے بعد حضرت مسیح کے جسم پر زخموں کے نشانات کا پایا جانا دلیل قطعی ہے اس امر کی کہ اس کا جو مادی جسم صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور جو مادی جسم قبر میں رکھا گیا تھا وہی مادی جسم قبر سے باہر آیا تھا۔ اور اس مادی جسم کے علاوہ اور کوئی جسم جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں آپ کو ہرگز عطا نہیں ہوا۔

اور بات یہاں تک پہنچ کر ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ یہ ایک عجیب کرشمۂ قدرت ہے کہ اس مرہم کا نسخہ بھی جس سے مسیح کے مذکورہ زخم مندمل ہوئے تھے۔ اب تک پرانی طبی کتابوں میں محفوظ چلا آتا ہے اور وہ کتابیں صرف دوسرے مذہب والوں کی ہی نہیں بلکہ خود عیسائیوں کی بھی ہیں اور اس نسخہ سے جو مرہم تیار کیا گیا تھا وہ مرہم بھی مرہم عیسیٰ۔ مرہم رسل۔ مرہم حواریین اور مرہم سلیخا کے ناموں سے مشہور ہے۔

مرہم عیسیٰ

اس مرہم کا ذکر طب کی جن قدیم کتابوں میں پایا جاتا ہے اُن میں سے بعض حضرت مسیح کے قریب کے زمانہ کی لکھی ہوئی ہیں اور سب کی سب اس امر

بر متفق ہیں کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت مسیح کے زخموں کے لیے تیار کیا تھا۔ دراصل یہ نسخہ عیسائیوں کی پرانی قرابادینوں میں تھا جو یونانی میں تالیف ہوئی تھیں۔ پھر عباسی بادشاہوں ہارون الرشید اور مامون الرشید کے عہد حکومت میں ان کتابوں کا یونانی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا۔ ان کتابوں میں سے ایک کتاب ایک قدیم عیسائی طبیب ڈاکٹر حنین کی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے عیسائیوں اور مجوسیوں کی کتابیں ہیں جو ان پرانی یونانی اور رومی کتب سے ترجمہ کی گئی ہیں۔ جن کی تالیف کا زمانہ حضرت مسیح کے زمانے سے قریب تھا۔ قرابادین قادری" جو عام طور پر اطباء کے پاس موجود ہوتی ہے میں اس مرہم سے متعلق لکھا ہے :-

"مرہم حوارین کہ مسمیٰ است بمرہم سلیخا و مرہم رسل و آں را مرہم عیسےٰ نیز نامند و اجزائے ایں نسخہ دوازدہ عدد است کہ حواریین جہت عیسیٰ علیہ السلام ترکیب کردہ ...... برائے تحلیل اورام و خنازیر و طواعین و تنقیہ جراحات از گوشت فاسدہ و اوساخ در دیا نیدن گوشت تازہ سودمند۔"

"شیخ بوعلی سینا کے قانون میں لفظ سلیخا کو شلیخا لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبرانی یا یونانی لفظ ہے جس کے معنے بارہ ۱۲ کے ہیں۔ اس مرہم کا نام مرہم حواریین اور مرہم رسل ہونا اور پھر بارہ کی تعداد اس امر کی واضح دلیل ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے جو تعداد میں بارہ تھے اور مسیح کے رسول کہلاتے تھے حضرت مسیح کے ان زخموں کے لئے تیار کیا تھا جو صلیب پر چڑھائے جانے کی وجہ سے آپ کے جسم پر ہو گئے تھے۔ کیونکہ حواری اور رسول کا نام انہیں کو دیا گیا تھا جو حضرت مسیح کے دعوئ نبوت و مسیحیت کے بعد آپ پر ایمان لائے

تھے اور دعوے کے بعد تین سال کے عرصہ تک جو آپ نے اپنے حواریوں کے ساتھ فلسطین میں گذارا تھا آپ کو صلیبی زخموں کے علاوہ اور کسی طرح زخمی ہونے کا حادثہ قطعاً پیش نہیں آیا۔ ورنہ اناجیل میں اس کا ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ بارہ حواریوں کا باہمی مشورے اور پورے اہتمام سے اس مرہم کو تیار کرنا جیسا کہ اس کے نام مرہم حوارین اور مرہم رسل سے ظاہر ہے خطرناک زخموں کے لیے ہی ہو سکتا ہے اور وہ خطرناک زخم اناجیل سے صلیبی زخموں کے سوا کوئی اور زخم ثابت نہیں ہوتے جو یہ کہا جا سکے کہ یہ مرہم ان زخموں کے اندمال اور ان کا ورم دور کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

پس یہ مرہم ہی ایک قطعی ثبوت ہے اس بات کا کہ مسیح صلیب پر لٹکائے تو گئے مگر اس سے زندہ ہی اُتار لئے گئے اور صلیب پر لٹکائے جانے کی وجہ سے اُنکے ہاتھوں اور پاؤں میں زخم ہو گئے اور نیزہ کی انی سے پسلی میں جو زخم آیا تھا۔ اور یہ سب زخم اپنے حواریوں کو دکھائے تھے انہیں کے اندمال کے لیے یہ مرہم تیار کیا گیا تھا جو مرہم حوارین اور مرہم رسل اور مرہم سلیخا اور مرہم عیسیٰ کے ناموں سے مشہور ہے اور ان زخموں کا علاج ہو جانے کی وجہ سے آپ نے فلسطین کو چھوڑ دیا۔ اور دمشق نصیبین۔ افغانستان اور پنجاب وغیرہ سے ہوتے ہوئے کشمیر جا پہنچے جہاں اسرائیلی آباد تھے۔ اور ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا کر شہر سری نگر محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے ان کی قبر کا پتہ بتایا کہ وہ سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔ اور ضروری تھا کہ ایسا ہی ہوتا۔ کیونکہ آپ کے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مثیل حضرت موسیٰؑ کی قبر کا مقام بتایا تھا۔ جیسے حضرت مسیح ناصری کی قبر کا صحیح پتہ نہ تھا۔ ویسے ہی حضرت

موسیٰ کی قبر کو بھی کوئی نہ جانتا تھا جیسا کہ اب تک کتاب استثنا میں لکھا ہے:-

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خدا کے حکم سے موآب کی سرزمین میں مر گیا۔ اور اس نے اُسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل پر گاڑا پر آج کے دن تک اس کی قبر کو کوئی نہیں جانتا۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا۔" (استثنا ۳۴/۵-۷)

مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مثیل موسیٰ تھے ان کی قبر کا نشان بتایا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت موسےٰؑ کی وفات ہونے لگی تو آپ نے دعا کی:-

رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ (مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰۸)

اے میرے رب مجھے ارض مقدسہ سے ایک پتھر پھینکنے کے فاصلہ پر قریب کر دے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالیٰ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو میں تمہیں ضرور ان کی قبر دکھا دیتا۔ وہ قبر سرخ ٹیلے کے قریب راستے کے پہلو میں ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی وفات پہلے سے مسلّم تھی اس لئے مثیل موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسےٰ کی قبر کا پتہ بتا دیا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کی وفات چونکہ نزاعی مسئلہ تھا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرما دیا۔

اَخْبَرَنِیْ اَنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ مِائَۃً وَّعِشْرِیْنَ سَنَۃً وَّلَا اُرَانِیْ اِلَّا ذَاھِبًا عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ رواہ الحاکم فی المستدرک عن عائشۃ و الطبرانی عن فاطمہ (حج الکرامہ ص۴۲۸)

یعنی آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک سو بیس سال کی عمر پا کر وفات پائی اور میں ساٹھ برس عمر پاؤں گا۔

لیکن ان کی قبر کا پتہ نہ بتایا کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ کے مثیل کا کام تھا۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ کی وفات پر قریباً دو ہزار برس گذرنے کے بعد اُن کے مثیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی قبر کا مقام بتایا حضرت عیسیٰ اس بارے میں خاموش رہے اسی طرح حضرت عیسیٰ کی وفات کے قریباً دو ہزار برس بعد ان کے مثیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی قبر کا مقام بتایا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں خاموش رہے۔

ایک سوال کا جواب

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب طب کی مشہور کتابوں میں اس مرہم عیسیٰ کا موجود تھا تو دوسرے لوگوں کا ذہن اس طرف کیوں نہ گیا کہ یہ مرہم مسیح کے صلیبی زخم کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ مقدر رکھا تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان قاطع جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کر دے مسیح موعود کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہو تاکہ اس کے مقدس نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہو کہ صلیبی مذہب اپنے دوسرے دور ترقی میں نہ گھٹے گا اور نہ اس کی ترقی

میں فتور آئے گا۔ جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو جائے کسر صلیب اسی کے ہاتھ سے ہوگا۔ اور اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا تعالیٰ کے ارادے سے وہ اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی جس سے صلیبی عمارت منہدم ہو جائے گی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلان فرماتے ہی کہ مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔ اور پھر طبعی طور سے فوت ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ایسے اسباب پیدا کر دیئے جن سے آپ کے دعوے کی تائید ہو گئی۔ مثلاً

(۱) اسکندریہ کی قدیم تحریروں میں سے ایسینی تحریک کے ایک مکان سے یروشلم میں رہنے والے ایک ایسینی لیڈر کا خط ملا ہے۔ جو اس نے ایک دوسرے ایسینی لیڈر ساکن اسکندریہ کو اس کے اس خط کے جواب میں لکھا تھا جس میں اس نے مسیح کے قتل سے متعلق ان افواہوں کی حقیقت دریافت کی تھی جو اس تک پہنچی تھیں۔ کیونکہ ایسینی حضرت مسیح کو بھی ایسینی تحریک کا ایک مخلص خیال کرتے تھے۔ یہ خط واقعہ صلیب کے سات سال بعد لکھا گیا ہے۔ اور اس میں اس امر کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ مسیح صلیب پر مرنے سے کس طرح بچائے گئے۔ اور اس غرض کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کی گئیں اور وہ فلسطین میں کہاں کہاں پوشیدہ رکھے گئے۔ یہ خط دی انڈو امریکن بک کمپنی شکاگو نے زیر عنوان The Crucifixion by an eye

Eyewitness یعنی "حادثہ صلیب کے چشم دید حالات ایک عینی شاہد کے قلم سے" شائع کیا ہے۔

(۲) اسی طرح نکولا نوٹووچ روسی سیاح نے لداخ اور تبت کا سفر کیا اور بدھ لاماؤں کی نہایت قدیم تحریروں سے یہ انکشاف کیا کہ حضرت مسیح ہندوستان اور تبت میں آئے تھے اور برہمنوں سے ان کے مباحثات بھی ہوئے تھے اور انہوں نے وہاں جو تعلیم دی وہ تعین انجیل کی تعلیم کے موافق تھی۔ اس روسی سیاح نے اپنی تمام تحقیق پہلی دفعہ زبان فرانسیسی کتابی شکل میں شائع کر دی تھی جس کا انگریزی ترجمہ پہلی بار ۱۸۹۴ء میں رینڈ مکینلی اینڈ کمپنی شکاگو اینڈ نیویارک نے زیر عنوان

The unknown life of Jesus

یعنی "یسوع مسیح کی غیر معلوم زندگی" کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔

(۳) اسی طرح میڈیکل سائنس کے ماہروں نے انجیل میں صلیبی واقعہ سے متعلق بیان شدہ حالات پر طبی نقطہ نگاہ سے غور کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ مثلاً ڈاکٹر ہوگوٹال نے جو سٹاک ہالم ہسپتال کے ۱۸۹۷ء سے کر ۱۹۲۳ء تک انچارج رہے اور سویڈن میں میڈیکل اتھارٹی سمجھے جاتے تھے اپنی کتاب "Dog Jesus pa Korset" میں ان انجیلی واقعات کا طبی نقطہ نگاہ سے جائزہ لیتے ہوئے یہ ثابت کیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ اس سے زندہ اتار لئے گئے تھے۔

(۴) حضرت مسیح صلیب سے اتارے جانے کے بعد جس چادر میں

لپیٹے گئے تھے وہ اب تک محفوظ تھی۔ اور جو مرہم یا مسالہ آپ
کے جسم پر لگایا گیا تھا اس کی وجہ سے اس چادر میں آپ کے
جسم کا پورا نقش آگیا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں اور پھر اس کے بعد جب جرمن
سائنسدانوں نے بیس بیس ہزار واٹس کے بلبوں کی تیز روشنی
میں اس چادر کے فوٹو لئے تو اس میں حضرت مسیح کا پورا حلیہ ظاہر ہو
گیا آپ کے جسم پر زخموں کے نشان اور پسلی سے خون رسنے کے
داغ بھی جو اس چادر میں تھے ظاہر ہو گئے۔ اور آپ کی آنکھیں کھلی
ہونے اور دوسری علامات کی وجہ سے وہ اس یقینی نتیجہ پر پہنچے کہ
مسیح جب صلیب سے اتارے گئے اور قبر میں رکھے گئے تھے تو وہ
مردہ نہیں بلکہ زندہ تھے چنانچہ جرمن سائنسدانوں کی اس پوری
تحقیقات کو سکنڈے نیویا کے اخبار Tidiningon
Stockholm کے ایڈیٹر نے ۲۰ اپریل ۱۹۵۷ء کے پرچہ میں تفصیل
سے شائع کیا ہے[1]

اس موضوع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش کردہ
دلائل کا یہ اثر ہوا ہے کہ غیر متعصب عیسائی محققین مسیح کی صلیبی موت
کا روز بروز انکار کرتے اور ان کے صلیب سے زندہ اتارے جانے
کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً سڈنی آسٹریلیا کے ڈسٹرکٹ کورٹ
کے جج مسٹر ای۔ بی ڈاکر نے ۱۹۲۰ء میں ایک کتاب لکھی جس کا نام
If Jesus did not die upon the cross ہے

---

[1] بعد میں یہ ساری تحقیق جرمن زبان میں S.A.S. LINNEN کے نام سے کتابی
صورت میں شائع ہو چکی ہے۔

یعنی "اگر مسیح صلیب پر نہ مرے ہوں"۔ اور اس کتاب میں اس امر پر تفصیل سے بحث کی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل اور مرہم عیسٰی اور سری نگر میں حضرت مسیح کی قبر کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حقیقت یہی ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے تھے اور بعد کو ہوش میں آگئے تھے پھر وہ کہاں مرے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

For myself I am content to believe being man he passed through the same gate — the strait and dreadful pass of death, that all others of human-kind must go through.

یعنی جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے میں یہ ماننے پر مطمئن ہوں کہ مسیح چونکہ ایک انسان تھے اس لئے ان کا اسی دروازہ سے گذر ہوا یعنی موت کے خطرناک اور تنگ دروازہ سے جس سے دوسرے تمام بنی بشر کو لازمی طور پر گذرنا پڑتا ہے۔

اور اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

I must repeat that we do not know. It may be that after preaching to the lost ten tribes of the house of the Israel in those remote

regions Jesus died at Srinagar and was burried in the tomb That bears his name."

یعنی میں مکرر کہتا ہوں ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح نے کہاں وفات پائی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے گھرانے کے گم شدہ دس فرقوں کو جو ان دور دراز علاقوں میں آباد تھے تبلیغ کرنے کے بعد سری نگر میں وفات پائی ہو۔ اور وہیں اس قبر میں مدفون ہوں جو ان کے نام سے اب تک مشہور ہے۔

غرض مسٹر ڈاکر نے اپنی اس کتاب میں انجیلوں کے صلیبی واقعہ سے متعلق بیانات پر اس طرح تنقیدی بحث کر کے جیسے ایک جج مقدمہ کے مخالف و موافق دلائل سنکر فیصلہ دیتا ہے یہ فیصلہ دیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرے نہیں تھے۔ بلکہ بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتار لئے گئے تھے اور اس کے بعد انہوں نے طبعی وفات پائی۔

(۲) اسی طرح مصر کے مشہور رسالہ المنار کے ایڈیٹر علامہ شیخ رشید رضا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ سے حضرت مسیح کی ہندوستان کی طرف ہجرت اور ان کی وفات کے زیر عنوان دلائل نقل کر کے لکھا ہے:۔

فَفِرَارُہٗ اِلَی الْھِنْدِ وَوَفَاتُہٗ فِیْ سِرِیْ نَغَرْ لَا یُسْتَبْعَدُ عَقْلًا وَّنَقْلًا۔ (تفسیر المنار جلد ۶ زیر عنوان ھجرۃ المسیح الی الھند ووفاتہ)

یعنی مسیح کا ہجرت کرکے ہندوستان جانا اور سرینگر میں وفات
پانا نہ عقلاً مستبعد ہے اور نہ نقلاً۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
پر قرآن مجید اور احادیث سے ایسے زبردست اور ناقابل ردّ دلائل پیش
کئے ہیں کہ بڑے بڑے مسلم مفکرین اور علمائے محققین کو ان کی وفات
تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ مصر سے علامہ شیخ محمد رشید رضا
ایڈیٹر المنار اور حضرت الشیخ المراغی رئیس جامعۃ الازہر اور حضرت شیخ
محمود شلتوت ہیں اور حضرت الشیخ محمد عبدہ مفتی الدیار المصریہ نے بھی
وفات مسیح کے عقیدہ کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مصری لبنانی
اور شامی علماء ہیں جو وفات مسیح کے قائل ہو چکے ہیں۔ اسی طرح علامہ نیاز
فتح پوری، مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا المشار اللہ خاں ایڈیٹر وطن
لاہور۔ علامہ ڈاکٹر اقبال اور ناشرین رسالہ طلوع اسلام اور اکثر
تعلیم یافتہ وفات مسیح کو تسلیم کر چکے ہیں اور عیسائیوں میں تو اس مسئلہ کی
وجہ سے صف ماتم بچھ گئی ہے اور ان کے تمام منصوبے اشاعت
عیسائیت کے خاک میں مل گئے ہیں انہوں نے احمدیوں سے مناظرات نہ
کرنے کی پالیسی اختیار کی اور جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں انصاف
پسند اور غیر متعصب عیسائی مفکرین بھی صلیبی عقیدے کو خیرباد کہہ
کر حضرت مسیح کی طبعی وفات تسلیم کرتے جاتے ہیں اور انجیل کے ان مقامات
کو جن میں مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر ہے الحاقی ولادتی سمجھنے
لگے ہیں۔

چنانچہ نیوز انگلش بائیبل میں جو کہ گریٹ برٹن اور سکاٹ لینڈ

مختلف چرچوں اور چرچ سوسائٹیز کی طرف سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ انجیل لوقا کے آخر سے حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر متن سے حذف کر دیا گیا ہے۔ اور انجیل کا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن جو ۱۹۴۲ء میں امریکہ سے شائع ہوا ہے اس میں مرقس کے آخر سے وہ بارہ آیات جن میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر تھا متن سے خارج کر دی گئی ہیں۔ اور لوقا کے آخر سے بھی صعود الی السماء کا ذکر حذف کر دیا گیا ہے۔

اور انجیل کی جن عبارتوں میں مسیح کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے اُن کی مختلف تاویلیں کی جا رہی ہیں۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ مسیح کے دوبارہ نزول سے مراد چرچ کی وسعت اور ترقی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حواری مسیح علیہ السلام کے کلام کو صحیح طور پر نہ سمجھ سکے اور انہوں نے اس کا غلط مفہوم بیان کر دیا۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے مشہور مصنّف آرچ ڈیکن جناب برکت اللہ صاحب ایم۔ اے فیلو آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن نے اپنی کتاب "کلمۃ اللہ کی تعلیم" (صفحہ ۱۷۵ و ۱۸۱) میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے نظریہ سے متعلق یہ اعتراف کیا ہے کہ خداوند مسیح کی آمد ثانی کا خیال حضرت مسیح کے خیالات کا عکس نہیں بلکہ حواریوں کے خیالات کا عکس ہے جو یہودی تصورات کی پیداوار تھے۔ یہ کتاب پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی نے شائع کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

"خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے جن کو سمجھنے سے حواری قاصر رہتے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ہم جانتے ہیں کہ آمدِ ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنے سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا"

پھر انجیل کے بعض مقامات کا بطور مثال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"پس نہایت اغلب ہے کہ شاگرد اس تعلیم کو جو کلمۃ اللہ نے آمد ثانی کے متعلق دی تھی نہ سمجھے ہوں اور اپنے ہم عصروں کے خیالات کے مطابق آپ کے الفاظ کو سمجھ کر ان خیالات کو انجیل میں جگہ دیدی ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ یہ فقرات خداوند کے خیالات کا عکس نہیں بلکہ حواریوں کے خیالات کے عکس ہیں۔"

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے عیسائیوں کو ایسی شکست فاش دی ہے کہ آپ کے مخالفین کو بھی اس کا اعتراف کرنا پڑا۔

غیر احمدیوں کا اعتراف

چنانچہ نور محمد صاحب قادری نقشبندی چشتی لکھتے ہیں کہ:۔

"ولایت کے انگریزوں نے پادریوں کی روپیہ سے بہت مدد کی۔ اور انہوں نے آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہوگئے۔ اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں۔ اس ترکیب سے اس نے نصرانیوں کو اتنا تنگ کیا کہ ان کا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا۔ اس نے ہندوستان

سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی۔
(دیباچہ تفسیر القرآن از مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۔۳ مطبوعہ ۱۹۳۴ء)

اس نظریہ کی اشاعت کے بعد کہ عیسائیوں کا مسیح جسے وہ خدائی کا درجہ دیتے ہیں وفات پاگیا ہے پادریوں کو میدان مباحثہ میں ایک احمدی کے سامنے کھڑے ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔

جن مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے راولپنڈی کے مفتی عبدالرشید لکھتے ہیں :-

"حیات عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے دین اسلام کے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے قرآن اور سنت کا مسئلہ ہے جو شخص اس کو نہیں مانے گا وہ قرآن اور سنت کو نہیں مانے گا"
(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت جولائی ۱۹۶۲ء صفحہ ۲۹)

ان مسلمانوں سے پادری عیسیٰ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہ کہتے تھے۔

"باقی تمام پیوند خاک ہو گئے مگر وہ زندہ ہے اور ابد تک زندہ رہے گا۔ اہل اسلام کی مسلمات کی بنا پر وہ ایک زندہ جاوید ہے اور قرآن کہتا ہے ما یستوی الاحیاء ولا الاموات (فاطر آیت ۲۱) یعنی زندے اور مردے برابر نہیں۔ پس لاریب وہ افضل ہے تمام کائنات سے"
(رسالہ مسیح کی شان صفحہ ۲۰)

ہاں وہ پادری ان سے اعلانیہ یہ کہتے تھے:-

"دیکھو محمدؐ اور مسیح میں کتنا عظیم الشان فرق ہے۔ مسیح کیلئے انجیل اور قرآن گواہی دیتے ہیں کہ وہ آخرت میں وجیہہ ہے اور خدا نے اسے اپنے پاس اٹھا لیا ہے۔ اور یہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح اب تک آسمان میں زندہ ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ قرآن مسیح کو محمدؐ پر اس امر میں بلند پایہ قرار دیتا ہے کیونکہ وہ آسمان میں ہے"

(المسیح فی الاسلام مطبوعہ مصر صفحہ ۷۲ ترجمہ از عربی عبارت)

ہاں وہ فخریہ طور پر لکھتے تھے کہ

"پہلے مسیح آیا اور اس کا دنیا نے انکار کیا۔ لیکن دوبارہ آمد کے وقت اس کا ایسی حالت میں ظہور ہوگا کہ وہ مبارک اور غالب اور بچتا ہوگا۔ بادشاہوں کا بادشاہ خداوندوں کا خداوند۔ اور وہ اپنے جلال اور مجد کے تخت پر جانشین ہوگا اور تمام مومن اس سے خوش ہونگے اور وہ انصاف کے ساتھ زمین کی تمام قوموں کی عدالت کرے گا۔ پس تیری آنکھوں کے لئے کیسا ہی خوشنما منظر ہے کہ تو بادشاہ کو اپنی شوکت و رعب میں بیٹھے ہوئے دیکھے"

(المسیح آتٍ مطبوعہ مصر)

لیکن کاسرِ صلیب نے اہل صلیب کو ان کی شہ رگ سے پکڑا۔ اور یہ اعلان فرمایا کہ جس مسیح کو آسمان پہ زندہ خیال کرتے ہو وہ مسیح ۱۲۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے تھے اور سری نگر محلہ خانیار میں دفن ہیں اور

آپ نے مسلمانوں کو بطورِ وصیت یہ نصیحت کی کہ عیسائیوں سے مناظرات کا پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کے لئے فوت ہو چکا ہے۔

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دُنیا سے رُخصت ہُوا .... ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کر دو۔ پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ پادریوں کو احمدیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی سکت نہ رہی اور وہ احمدیوں سے مباحثہ کرنے سے گریز کرنے لگے اور احمدیوں سے مباحثات کی ممانعت کے لئے بڑے بڑے پادریوں کی طرف سے خفیہ سرکلر جاری کئے گئے۔

ایک پادری مفضل الٰہی جب کئی برس پادری رہنے کے بعد احمدی ہو گئے۔ تو انہوں نے ایک لیکچر میں کہا کہ

"ہمیں در پردہ یہ حکم تھا کہ مرزائیوں سے قطعاً مناظرہ نہ کرنا۔" (مجدد اعظم صفحہ ۱۰۸۱)

اسی طرح لاٹ پادری بشپ لیفرائے نے لاہور میں ۱۸ر مئی ۱۹۰۰ء کو ایک لیکچر دیا جس کا بڑا اشتہار ہُوا۔ بشپ صاحب نے تقریر کے بعد سوالات کی اجازت دی تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ان کے اعتراضات

کے مسکت جواب دیئے۔ لشپ جوابات سُنکر چونک پڑے اور اس کے سوا اور کوئی جواب بن نہ آیا کہ

"معلوم ہوتا ہے کہ تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں"

(الحکم ۱۴ رمئی ۱۹۰۸ء)

اسی طرح ایک غیراز جماعت دوست سلطان احمد صاحب اکونٹنٹ نے جو صوفی محمد رفیق صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ حلفیہ بیان دیا کہ ۱۹۴۲ء میں پونا چھاؤنی کے ایک امریکن لیفٹیننٹ سے ان کی مذہبی گفتگو ہوئی اور اس نے اسے احمدی خیال کرکے گفتگو سے انکار کر دیا۔ اور انکار کی وجہ دریافت کرنے پر یہ جواب دیا کہ:۔

"میں امریکن ہوں اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کسی احمدی سے بات نہ کرنا ورنہ وہ تمہیں مسلمان بنالیں گے۔ سو اب میں تم سے کوئی بات نہیں کروں گا"۔ (الفضل ۹ رفروری ۱۹۵۲ء)

اسی طرح میں نے خود ۱۹۴۶ء میں بحیثیت امام مسجد لنڈن تمام بشپوں اور پادریوں کو ایک مطبوعہ پمفلٹ کے ذریعہ سے جو ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا اور بشپوں اور پادریوں کو بذریعہ ڈاک بھیجا گیا تھا اس موضوع پر مناظرے کی دعوت دی تھی کہ حضرت مسیح ابن مریم صلیب پر وفات پا گئے یا صلیب سے زندہ اتارے گئے؟ مگر ان میں سے کسی کو بھی میرا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائی پادریوں کے سامنے اپنے مذہب کو سچا اور زندہ ثابت کرنے کے لئے یہ اصول

بار بار پیش کیا ہے کہ سچے اور زندہ مذہب کی علامت یہ ہے کہ اس مذہب میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہو جیسا کہ ابتداء میں دعوے کیا گیا تھا اور اس مذہب کی الہامی کتابوں میں جو مومنوں کی علامتیں لکھی ہوں۔ وہ اس مذہب کے بعض افراد میں پائی جاتی ہوں۔

مثلاً انجیل متی ۱۷/۲۰ میں لکھا ہے:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا"

اور متی ۲۱/۲۱ میں لکھا ہے:۔

"اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو ...... تو اگر اس پہاڑ سے بھی کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یونہی ہو جائے گا اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تم کو ملے گا۔" (نیز دیکھو لوقا ۱۷/۶)

اور انجیل مرقس ۱۶/۱۷-۱۸ میں ایمان لانے والوں سے متعلق لکھا ہے:۔

"وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھا لیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ وہ بیمار پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے۔"

اور انجیل یوحنا ۱۴/۱۲ میں لکھا ہے:۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے بڑھ کر کرے گا۔"

امرتسر کے تحریری مناظرہ کی مباحثہ میں جو ۲۰ جون ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جولائی ۱۸۹۳ء تک جنگ مقدس کے نام سے جاری رہا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقابل مناظر ڈپٹی پادری عبد اللہ آتھم سے یہ مطالبہ کیا کہ علامات ایمان مندرجہ اناجیل اپنے وجود میں ثابت کریں تو ان کو اپنے عجز کا اعتراف کر کے ان علامات کے اپنے وجود میں ثابت کرنے سے صاف انکار کر دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور ان کے انکار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً جو کچھ لکھوایا تھا وہ یہ ہے:۔

"یہ تو مناسب نہیں کہ ایک طرف تو اہل حق کے ساتھ بحیثیت عیسائی ہونے کے مباحثہ کریں اور جب سچے عیسائی کے نشان مانگے جائیں تو کہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں۔ اس بیان سے تو آپ اپنے پر اقبالی ڈگری کراتے ہیں کہ آپ کا مذہب اس وقت زندہ مذہب نہیں ہے لیکن ہم جس طرح پر خدا تعالیٰ نے ہمارے سچے ایماندار ہونے کے نشان ٹھہرائے ہیں اس التزام سے نشان دکھانے کو تیار ہیں۔ اگر نہ دکھلا سکیں تو جو سزا چاہیں دیں اور جس طرح کی چھری چاہیں ہمارے گلے پر پھیر دیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۵)

اور اسی طرح آپ نے "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب" میں عیسائیوں سے متعلق تحریر فرمایا ہے:۔

"روحانی آرام جو خدا کے وصال سے ملتا ہے۔ اس کے بارے میں تو خدا کی دہائی دے کر کہتا ہوں کہ یہ قوم اس سے بالکل

بے نصیب ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردے اور ان کے دل
مردہ اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ سچے خدا سے
بالکل غافل ہیں اور ایک عاجز انسان کو جو ہستی ازلی کے آگے
کچھ بھی نہیں ناحق خدا بنا رکھا ہے ان میں برکات نہیں۔ ان کو
سچے خدا کی محبت نہیں بلکہ ان کو سچے خدا کی معرفت بھی نہیں۔
ان میں کوئی بھی نہیں ہاں ایک بھی نہیں جس میں ایمان کی نشانیاں
پائی جاتی ہوں۔ اگر ایمان کوئی واقعی برکت ہے تو بے شک
اس کی نشانیاں ہونی چاہئیں۔ مگر کہاں ہے کوئی ایسا عیسائی
جس میں یسوع کی بیان کردہ نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ پس یا
تو انجیل جھوٹی ہے اور عیسائی جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن کریم
نے جو نشانیاں ایمان داروں کی بیان فرمائی ہیں وہ ہر زمانے
میں پائی گئی ہیں۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایماندار کو الہام
ملتا ہے۔ ایماندار خدا کی آواز سنتا ہے۔ ایماندار کی دعائیں
سب سے زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ ایماندار پر غیب کی خبریں
ظاہر کی جاتی ہیں۔ ایماندار کے شامل حال آسمانی تائیدیں
ہوتی ہیں۔ سو جیسا پہلے زمانوں میں یہ نشانیاں پائی جاتی تھیں
اب بھی بدستور پائی جاتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن
خدا کا پاک کلام ہے اور قرآن کے وعدے خدا کے وعدے
ہیں۔ اٹھو عیسائیو اگر کچھ طاقت ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو۔ اگر
میں جھوٹا ہوں تو مجھے بے شک ذبح کر دو ورنہ آپ لوگ خدا
کے الزام کے نیچے ہیں اور جہنم کی آگ پر آپ لوگوں کا

قدم ہے۔" (صفحہ ۶۰ و ۶۱)

مباہلہ اور نشان نمائی کے لئے دعوت

پھر حضرت اقدسؑ نے عیسائی پادریوں کو اپنے مذہب کے زندہ مذہب اور اپنی الہامی کتاب کے سچی زندہ اور کامل کتاب ثابت کرنے کے لئے نیز نشان دکھانے میں مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ

"حضرات عیسائی صاحبوں کے ساتھ ایک آسان فیصلہ کا طریق یہ ہے جو میں زندہ اور کامل خدا سے کسی نشان کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ حضرت مسیح سے جو آپ کے نزدیک حی و قیوم ہے دعا کریں۔ اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں بالمقابل نشان دکھانے سے قاصر رہا تو ہر ایک سزا اپنے پر اٹھاؤں گا۔ اگر آپ نے مقابلہ پر کچھ دکھایا تب بھی سزا اٹھاؤں گا۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ بحوالہ جنگ مقدس)

پھر آپ نے عیسائیوں کو روحانی مقابلہ بصورت مباہلہ کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:-

"فریقین اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان چاہیں اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو۔ پھر جس فریق کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہو جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو جس کا مقابلہ فریق مخالف سے نہ ہو سکے تو لازم ہو گا کہ فریق

مغلوب اس فریق کا مذہب کا اختیار کرے جس کو خدا تعالےٰ نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے...... تو واجب ہو گا کہ نصف جائداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالے کر دے۔

اور اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہو یا دونوں طرف سے ظاہر ہو تو یہ راقم اس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھے گا اور ایسی سزا کے لائق ٹھہرے گا جو بیان ہو چکی ہے چونکہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہوں اور فتح پانے کی بشارت پا چکا ہوں پس اگر کوئی عیسائی صاحب میرے مقابل آسمانی نشان دکھلا دیں یا میں ایک سال تک نہ دکھلا سکوں تو میرا باطل پر ہونا کھل گیا...... میری سچائی کے لئے ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضروری نشان ظاہر ہو۔ اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ صرف وہی سزا بلکہ موت کی سزا کے لائق ہوں۔

(روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۴۹، ۴۸)

مگر عیسائیوں میں سے کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ مقابلہ اور مباہلہ اور نشان نمائی کے ذریعہ فیصلہ کے لئے میدان میں نکلتا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دلائل عقلیہ و نقلیہ اور علمیہ و روحانیہ سے ایسے رنگ میں کسرِ صلیب ہُوا کہ اب کوئی پادری احمدیوں کے

سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

یقتل الخنزیر

ہمارے سید و مولیٰ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا ایک عظیم الشان کام یقتل الخنزیر قرار دیا ہے یعنی وہ خنزیر کو قتل کرے گا۔ یہ بھی ایک زبردست دلیل ہے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس کام کا انجام دینا مسیح موعود کی طرف منسوب فرمایا ہے وہ آپ کے دست مبارک سے انجام پایا ظاہر ہے کہ یقتل الخنزیر سے ظاہری خنزیروں کا قتل کرنا تو مراد ہو نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے مامور کی شان کے یہ شایاں نہیں کہ وہ ہاتھ میں بندوق لئے یا اپنے آگے پیچھے کتے لئے ہوئے خنزیروں کے شکار کے لئے نکلے اور نہ اس سے دنیا کے سب خنزیر قتل ہو سکتے ہیں اگرچہ وہ اپنی ساری عمر ان کے شکار میں گذار دے پس قتل خنزیر کے ہیں تاویلی معنے ہی لینے پڑیں گے اور وہ یہ ہیں کہ حدیث میں خنزیر سے خنزیر طبع یعنی ایسے لوگ مراد ہیں جن میں خنزیروں والی بے حیائی بے شرمی وغیرہ کمینہ و رذیلہ خصلتیں پائی جاتی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود ایسے خبیث اور نجس معاندین اسلام کو دلائل بیّنہ و حجج قویہ سے مغلوب کرے گا یعنی براہین قاطعہ کی تلوار انہیں قتل کر دے گی۔

عربی زبان میں خنزیر الرجل اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی

انسان خنزیر والے کام کرے اور یہ محاورہ تقریباً ہر زبان میں پایا جاتا ہے کہ جب کوئی انسان کسی حیوان کے سے کام کرے تو اسے اس حیوان کا نام دے دیا جاتا ہے۔ مثلاً بیوقوفی کا کام کرنے والے کو گدھا اور نقال کو بندر اور ایک پلید بدعادت اور بد اخلاق کو سور کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں یہود کے متعلق فرمایا ہے :-

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ

یعنی ان میں سے اللہ تعالےٰ نے بعض کو تو بندروں کی طرح نقال بنا دیا اور بعض اپنی بدعادتوں اور بد اخلاقی کی وجہ سے خنزیر بن گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بطور پیشگوئی مروی ہے :-

يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ فَزْعَةٌ فَيَصِيْرُ النَّاسُ إِلٰى عُلَمَاءِهِمْ فَإِذَا هُمْ قِرَدَةٌ وَخَنَازِيْرُ۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ حیدر آباد دکن)

یعنی میری اُمت میں ایک ایسا حادثہ ہوگا جس سے اُمت کے لوگ گھبرا جائیں گے۔ تب وہ اپنے علماء کے پاس جائیں گے تا وہ ان کی گھبراہٹ اور پریشانی کو دور کریں تو وہ انہیں بندر اور سور پائیں گے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے شاگردوں سے کہا :-

"پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو" (متی ۷)

موتیوں سے مراد پاک کلمات اور سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اور پھر یہ ایک پیشگوئی ہے اور اکثر پیشگوئیاں از قبیل مکاشفات ہوتی ہیں۔ اور ان میں کنایہ۔ استعارہ اور تشبیہ بکثرت پائے جاتے ہیں۔

مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے اس سوال پر کہ آپ کے بعد سب سے پہلے ان میں سے کس کی وفات ہوگی فرمایا اَطْوَلُکُنَّ یَدًا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں وہ پہلے وفات پائے گی۔ آپ کی ازواج مطہرات نے اس پیشگوئی کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کر کے اپنے ہاتھ ناپے اور حضرت سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے اور یہ سمجھ لیا گیا کہ حضور پُر نور کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضرت سودہؓ وفات پائیں گی لیکن جب پہلے حضرت زینبؓ نے وفات پائی تو سمجھا گیا کہ پیشگوئی میں طول ید یعنی ہاتھ کی لمبائی سے ظاہری ہاتھوں کی لمبائی مراد نہیں تھی بلکہ سخاوت مراد تھی۔ عربی کے علاوہ فارسی اور اردو میں بھی کشادہ دست اور لمبے ہاتھ والے سے سخی مراد لیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزول مسیح سے متعلق اکثر ارشادات رؤیا اور کشوف ہی ہیں۔ جو تعبیر طلب ہیں۔ اور خنزیر کی تعبیر معبرین نے یہ لکھی ہے:۔

"وَمَنْ رَأىٰ اَنَّهٗ يُقَاتِلُ خِنْزِيْرًا فَاِنَّهٗ يُنَازِعُ رَجُلًا دَنِيًّا لَا خَيْرَ فِيْهِ"

(کتاب الاشارات بر حاشیہ تعطیر الانام جلد ۲ صفحہ ۳۰۳)

یعنی جو شخص دیکھے کہ وہ خنزیر سے مقاتلہ کرتا ہے تو وہ ایک ایسے کمینہ آدمی سے مباحثہ کرے گا جس میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی یعنی وہ ہدایت کو اختیار کرنے والا نہیں ہوگا۔ اسی طرح لکھا ہے:۔

"اَلْخِنْزِيْرُ رَجُلٌ فَخْمٌ مُوْسِرٌ فَاسِدُ الدِّيْنِ خَبِيْثُ الْكَسْبِ مِنْ ذُوِيْ دِيْنٍ كَافِرًا اَوْ نَصْرَانِيًّا شَدِيْدُ الشَّوْكَةِ" (منتخب الکلام بر حاشیہ تعطیر الانام جلد ۱ صفحہ ۵)

یعنی خنزیر سے ایک موٹا۔ خوشحال دین میں فساد ڈالنے والا۔ خبیث پیشہ گندہ طاقتور کافر نصرانی۔ شدید رعب و شوکت والا مراد ہوتا ہے۔ اور خنزیر بری سے مراد یہ ہے فَیَدُلُّ فِیْمَنْ کَانَتْ لَہٗ خُصُوْمَۃٌ عَلٰی اَنَّ عَدُوَّہٗ رَجُلٌ قَوِیٌّ ذُوْ بَاْسٍ جَاھِلٌ نَتِنُ الْکَلَامِ۔ وَرُبَّمَا یُعَبَّرُ الْخِنْزِیْرُ بِرَجُلٍ مِنَ الْیَھُوْدِ اَوِ النَّصَارٰی

اور لکھا ہے:۔ وَمَنْ رَاٰی اَنَّہٗ یُقَاتِلُ خِنْزِیْرًا فَاِنَّہٗ یَظْفَرُ بِعَدُوٍّ ظَالِمٍ۔ (تعطیر الانام جلد ا صفحہ ۱۹۹)

یعنی خنزیر سے مراد یہ ہے کہ اس کا مخالف دشمن طاقتور۔ لڑنے والا جاہل اور گندہ دہن ہے اور بعض وقت خنزیر سے مراد کوئی یہودی اور نصرانی ہوتا ہے۔ اور خنزیر سے مقاتلہ کرنے سے مراد ظالم دشمن پر کامیابی حاصل کرنا اور غالب آنا ہوتا ہے۔

اگر یہ تعبیریں ملحوظ رکھی جائیں تو قتل خنزیر سے نصرانی یا غیر نصرانی مذہبی دشمنوں سے جو مفسد و بد باطن اور بدزبان ہوں مباحثہ کرنا اور انہیں شکست دینا اور مباہلہ کرکے بددعا سے انہیں ہلاک کرنا ہی مراد ہے۔ جنگلوں میں جاکر سؤروں کو قتل کرتے پھرنا ہرگز مراد نہیں۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے بہت سے خنزیروں کو مباحثات میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مغلوب کیا اور بعض آپ کی بددعا سے ہلاک بھی ہوئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں سے بطور مثال ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی کو پیش کرتا ہوں۔

یہ شخص عیسائی تھا۔ قوی اور طاقتور تھا۔ خوشحال تھا۔ دولتمند تھا۔ اسلام کا سخت دشمن بے حد مغرور۔ متکبر۔ اور سرور کائنات فخر موجودات

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے انتہا تحقیر و توہین کرنے والا تھا۔ نیویارک ڈیلی ٹربیون نے اپنے ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں اس کی دولت کا اندازہ کئی ملین ڈالر لکھا تھا خود اس کے ذاتی اخبار لیوز آف ہیلنگ نے اس کی اُس وقت کی دولت کا اندازہ چودہ ملین ڈالر سے زیادہ ظاہر کیا تھا۔ وہ اپنی مقصد براری کے لئے جھوٹ سے قطعاً پرہیز نہیں کرتا تھا اور اسلام کی تعلیم سے سخت جاہل تھا۔ اس نے اپنے مریدوں سے خطاب کرتے ہوئے اپنے ۲۶ر مئی ۱۹۰۱ء کے اخبار لیوز آف ہیلنگ جلد ۷ میں جو کچھ لکھا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"میں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے جھوٹوں کا نفرت کے ساتھ تصور کرتا ہوں (نعوذ باللہ من ذالک) اگر میں ان جھوٹوں کو تسلیم کر لوں تو مجھے یہ ماننا پڑے گا کہ اس جہان میں یا خدا کی زمین کے کسی قطعہ پر ایک عورت بھی ایسی نہیں جو غیر فانی روح رکھتی ہو۔ مجھے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تم عورتیں محض وحشی جانور ہو جو ایک گھنٹے یا ایک رات کے لئے کھلونے کے طور پر استعمال ہو سکیں اور تمہارے وجود کو کوئی ابدیت حاصل نہیں جب وحشیانہ شہوت والے درندے تم سے اپنی خواہش پوری کر لیں تو تم کتوں کی موت مر جاؤ۔ یہ تمہارا انجام ہے اور یہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مذہب ہے۔" (ترجمہ انگریزی عبارت)

اور اسی اخبار کی جلد ۶ نمبر ۱۲ صفحہ ۲۲۹ ۱۹ر جنوری ۱۹۰۰ء کے پرچہ میں لکھا:۔

"محمڈن ازم ایک بڑی طاقت ہے یہ زبردست مقابلہ کرے گی۔ مگر اس کا استیصال کرنا ہے۔"

پھر اسی اخبار کے ۵ار اگست ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"محمڈن ازم کا لب لباب عورت کی تذلیل اور اس کے لئے ابدی روح سے محرومیت ہے مسلمانوں کا مذہب عورت کی روح کو ابدیت نہیں دیتا۔ .... زمانہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسانیت کے دامن سے اس گھناؤنے دھبے کو دھو ڈالے۔ یروشلم سے اس ملعون جھنڈے کو ہمیں اتارنا ہوگا۔ ہلال اور صلیب کے درمیان ایک عظیم جنگ قریب نظر آرہی ہے"

یہ جان الیگزینڈر ڈوئی ایک قوی اور طاقتور شخص تھا۔ اس کی قوت کا اقرار اس کے امریکن مخالفین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے ایک رسالہ انڈی پنڈنٹ میں مسٹر جان ٹیپس نے زیر عنوان "جان الیگزینڈر ڈوئی اور اس کا صیحون" لکھا ہے کہ:۔

"وہ ایک عظیم الطاقت مناظر اور زیرک سکاچ مفکر ہے۔ وہ اشتہار کا دلدادہ اور گناہوں اور گناہگاروں پر طعن و تشنیع کرنے کا شیدائی اور اپنے کھلے جھوٹ پر نازاں ہے وہ ظاہری قوت کا ایک مجسمہ ہے"

(انڈی پینڈنٹ نیویارک جلد ۵۳ یکم اگست ۱۹۰۱ء)

اور رسالہ سنچری میگزین جلد ۶۴ صفحہ ۹۲۸ میں لکھا ہے:۔

"یہ وہ انسان ہے جس میں نہایت نادر طور پر جسمانی قوت اور دماغی استعداد برابر طور پر جمع ہوگئی ہیں"

وہ خود اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے:۔

"میں ایک نہ تھکنے والے دماغ کا مالک ہوں اور میرا جسم ایک صحت مند جسم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دنیا میں ایسے شخص کم ہی ہوں گے جو میرے ہم عمر ہوں اور میری طرح کام کرتے ہوں۔ اور پھر میرے جیسے قوی بھی ہوں"

وہ اپنے آپ کو نبی اور مبشر اور بادشاہ سمجھتا تھا۔ رسالہ انڈی پنڈنٹ کے ۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء کے پرچے میں ڈوئی کے ایلیا ہونے کے دعوے کا ذکر کرکے اس کا یہ قول لکھا ہے:۔

"پہلا ایلیا تو ایک نبی تھا۔ دوسرا ایلیا یعنی زکریا کا بیٹا بھی آبائی طور پر ایک مبشر تھا۔ مگر تیسرا ایلیا (یعنی ڈوئی) نبی بھی ہے۔ مبشر بھی ہے اور بادشاہ بھی۔ ڈوئی اپنے آپ کو نہ صرف روحانی طور پر بلکہ حسب نسب سے بھی بادشاہ سمجھتا تھا"

اور اس نے ایک عظیم الشان شہر صیحون نام سے جھیل مشی گن کے کنارے پر آباد کیا۔ جہاں اسے پوری حکومت حاصل تھی اور اس سے متعلق ۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کے رسالہ منسی میگزین جلد ۲۷ میں مسٹر گرڈو ٹاؤن سینڈ لکھتا ہے:۔

"جھیل مشی گن کے کنارے پر ایک جدید شہر کی ابتدا کرکے مسٹر ڈوئی ایک تحصیل کو ہی نہیں بلکہ ایک ریاست کو ایک قوم کو ایک برِاعظم کو ایک نصف کرہ کو بلکہ ساری دنیا کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے"

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس دشمن اسلام۔ صحت مند،

زبردست طاقتور۔ قوی ہیکل۔ دولت مند۔ خوشحال۔ گندہ دہن۔ کذاب ناپاک نصرانی کے متعلق اطلاع ملی۔ تو آپ نے ۱۹۰۲ء میں پہلی دفعہ اسے چیلنج کیا اور مباہلہ کے لئے بلایا۔ اس پر اس نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۰۲ء کے لیوز آف ہیلنگ میں لکھا کہ:۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف شخص ہے جو محمدی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے بار بار کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کشمیر میں مدفون ہیں۔ جہاں ان کا مقبرہ دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ اس نے خود وہ دیکھا ہے۔ مگر بیچارہ دیوانہ اور جاہل شخص پھر بھی یہ بہتان لگاتا ہے کہ حضرت مسیح ہندوستان میں فوت ہوئے (واقعہ یہ ہے کہ) خداوند مسیح بیت عینیاہ کے مقام سے آسمان پر اٹھایا گیا جہاں وہ اپنے سماوی جسم میں موجود ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ وہ کتنا مغرور و متکبر تھا اور اسے اپنی طاقت اور قوت اور اپنی بڑھتی ہوئی دولت و حشمت اور اپنے ترقی کرتے ہوئے شہر اور اپنے مریدوں کی کثرت پر کتنا گھمنڈ تھا۔ مگر وہ اس امر سے بے خبر تھا کہ جسے وہ نعوذ باللہ دیوانہ اور جاہل اور بے وقوف محمدی مسیح کہہ رہا ہے اس کے ساتھ خدا کا ہاتھ ہے۔ جس کے اشارے سے شہر اجڑ جاتے ہیں۔ ملک ویران ہو جاتے ہیں اور متکبروں کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی زبان میں ایک چٹھی بصورت اشتہار ۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء کو شائع فرمائی اور اس میں ڈوئی کو دعوت مباہلہ دیتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا ..... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے"۔

امریکہ اور یورپ کے اخبارات میں اس چٹھی کی اشاعت ہوئی۔ اس وقت ڈوئی اپنے کمال عروج پر تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت ہتک آمیز جواب دینے کے بعد مِن چار سال میں اس کی ساری شان وشوکت۔ رعب وداب اور اس کی تعلّیاں اور اس کی دنیائے اسلام کو نابود کرنے کی سکیمیں سب خاک میں مل گئیں۔ اور آخر کار وہ نہایت ذلت اور حسرت کے ساتھ ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں مر گیا اس کی لڑکی جس سے وہ بہت محبت رکھتا تھا مر گئی اور اس کی بیوی اور اس کا لڑکا اس کی زندگی میں اس سے علیحدہ ہو گئے اور پھر لڑکا بھی لاولد ہونے کی حالت میں مر گیا۔ اس کا شہر صیحون اس کی جائیداد اس کا مال ودولت اس کی عزت وحشمت اس کے مرید اور ان کی قیادت اور اس کی بدنی صحت جس پر وہ نازاں تھا سب اس سے کھوئے گئے۔ اور شکاگو ٹریبیون ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء نے لکھا ہے:۔

"یہ خود ساختہ پیغمبر بغیر کسی اعزاز کے اور بالکل کس مپرسی کی حالت میں مر گیا۔ اس وقت اس کے پاس نصف درجن سے

بھی کم وفادار پیرو موجود تھے جن میں با تنخواہ ملازمین منجملہ ایک نیگرو کے شامل تھے۔ اس کے بستر موت پر اس کا کوئی قریبی عزیز نہیں آیا۔ اس کی بیوی اور لڑکا اس عرصہ میں جھیل مشی گن کے دوسری طرف والے مکانات میں مکدوہ میں ہی مقیم رہے۔"

اس کی وفات پر رسالہ انڈیپنڈنٹ ۱۴ مارچ ۱۹۰۷ء نے ایڈیٹوریل میں لکھا کہ:-

"وہ اپنی مذہبی اور مالی طاقت میں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے کمال کو پہنچا مگر پھر یک لخت نیچے آگرا۔ اس حال میں اس کی بیوی اس کا لڑکا اس کا چرچ سب اس کو چھوڑ چکے تھے۔"

اس موقعہ پر دو اور امریکن اخباروں کا تبصرہ درج کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بوسٹن ہیرلڈ نے اپنے سنڈے ایڈیشن ۲۳ جون ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا ایک بڑا عکس شائع کیا اور مندرجہ ذیل دو جلی عنوانوں کے ساتھ مضمون کو شروع کیا۔

"Great is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah Foretold pathetic end of Dowie"

"یعنی مرزا غلام احمد المسیح ایک عظیم الشان شخص ہے۔ ڈوئی کی حسرت ناک موت کی اس نے پیشگوئی کی تھی۔"

"۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کو مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان انڈیا نے انگریز بندر ڈوئی موسوم بہ ایلیا ثانی کی موت کی پیشگوئی کی جو اس مارچ میں پوری ہو گئی۔"

پھر آپ کی زلزلوں اور طاعون سے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کر کے لکھا ہے :-

"آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ہی وہ مسیح صادق ہیں جو آخری زمانے میں آنے والا تھا اور یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اپنی تائید سے نوازا ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا تعارف ۱۹۰۳ء میں ہوا جبکہ آپ نے ڈوئی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اب ڈوئی کی موت کے بعد آپ کی شہرت بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ آپ نے نہ صرف ڈوئی کی موت کی پیشگوئی کی بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ وہ آپ کی زندگی میں مرے گا اور بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا۔

اس وقت ڈوئی ۵۹ سال کا تھا اور یہ نبی (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ناقل) ۷۵ سال کا۔"

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء کی پوری عبارت درج کر کے لکھتا ہے :-

"کہ ڈوئی نے پہلے تو اس مشرق بعید سے آنے والے چیلنج کی طرف کوئی پبلک توجہ نہ دی مگر ۲۶ ستمبر کو اس نے اپنے شہر صیحون کے اخبار میں لکھا ہے :-

"لوگ بعض دفعہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ تم نے اس بات کا یا اُس بات کا جواب دے دیا ہے کہ نہیں۔ جواب کیا؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دیتا رہوں گا اگر ان پر اپنا قدم بھی رکھ دوں تو ان کی زندگی کو کچل کر رکھ دوں گا۔ مگر میں انہیں اُڑ جانے اور زندہ رہنے کا موقعہ دیتا ہوں۔

صرف ایک دفعہ اُس نے اس امر کا اظہار کیا کہ گویا وہ مرزا غلام احمد

کے وجود سے متعارف ہے اس نے مرزا صاحب موصوف
کے متعلق "بیوقوف مہدی مسیح" کے الفاظ استعمال کرتے
ہوئے ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء کو لکھا:۔ "اگر میں خدا کا پیغمبر
نہیں ہوں تو پھر دنیا کے تختہ پر کوئی بھی پیغمبر نہیں"۔ پھر
اپنے ماہ جنوری ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں لکھا:۔

"میرا کام یہ ہے کہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب
سے لوگوں کو لاؤں اور صیحون کے شہر اور دوسری صیحونی
بستیوں میں بسا دوں۔ حتیٰ کہ محمڈن لوگ بالکل بہہ جائیں۔۔
۔۔۔۔ خدا ہم کو یہ وقت جلد عطا کرے"۔

اس پر مرزا صاحب نے اس کو چیلنج کیا کہ ہم دونوں
میں سے جو جھوٹا ہے وہ دوسرے کی زندگی میں تباہ ہو جائے
ڈوئی ایسی حالت میں مر گیا کہ اس کے دوست اس کو چھوڑ چکے
تھے اور اس کی جائیداد تباہ ہو چکی تھی۔ اس پر فالج اور
دیوانگی کا حملہ ہوا اور وہ ایسی حالت میں ایک دردناک
موت مرا کہ اس کا صیحون اندرونی تفرقات سے پارہ پارہ
ہو چکا تھا۔ اب مرزا صاحب جرأت کے ساتھ سامنے
آتے اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے چیلنج اور پیشگوئی میں جیت
گئے ہیں اور ہر طالب حق کو اس سچائی کی قبولیت کی طرف
بلاتے ہیں جس کا انہوں نے اعلان کیا تھا۔ وہ سمجھتے ہیں
کہ وہ مصیبت جو ڈوئی پر پڑی ہے وہ خدائی انتقام اور
خدائی فیصلہ ہے"۔

ان کے علاوہ ایک اور امریکن اخبار "دی ٹرتھ سیکر"[1] نے ۱۵ر جون ۱۹۰۷ء کے پرچہ کے اداریہ میں زیر عنوان "پیغمبروں کی جنگ" لکھا:-

" ڈوئی (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) مفتریوں کا بادشاہ سمجھتا تھا اس نے نہ صرف یہ پیشگوئی کی تھی کہ اسلام صیحون کے ذریعہ سے تباہ کر دیا جائے گا۔ بلکہ وہ ہر روز یہ دعا بھی کیا کرتا تھا کہ ہلال (اسلامی قومی نشان) جلد از خود نابود ہو جائے گا۔ جب اس کی خبر ہندوستانی مسیح کو پہنچی تو اس نے اس ایلیائے ثانی کو للکارا کہ وہ مقابلے کو نکلے اور دعا کرے کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ قادیانی صاحب نے پیشگوئی کی کہ اگر ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا تو وہ میری آنکھوں کے سامنے بڑے دکھ اور ذلت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر جائے گا اور اگر اس نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا تو اس کا اختتام کچھ توقف اختیار کر جائے گا۔ موت اس کو پھر بھی جلد پالے گی۔ اور اس کے صیحون پر بھی تباہی آجائے گی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ صیحون تباہ ہو جائے اور ڈوئی (حضرت) احمد علیہ السلام کی زندگی میں مر جائے۔ مسیح موعود کے لئے یہ ایک خطرے کا اقدام تھا کہ وہ لمبی زندگی کے امتحان میں اس ایلیائے ثانی کو بلائیں

---

[1]: The Truth Seeker

کیونکہ دونوں میں سے چیلنج کرنے والا کم وبیش ۲۰ سال زیادہ عمر رسیدہ تھا اور ایسے ملک میں جو پلیگ اور متعصب مذہبی دیوانوں کا گھر ہو حالات اس کے مخالف تھے مگر آخر کار وہ جیت گیا۔"

پس تعبیری طور پر ڈوئی کی ہلاکت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جو حضورؐ نے اپنی اُمت کے مسیح موعود کی نسبت یقتل الخنزیر کے الفاظ میں فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی ڈوئی سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ شخص اسلام کا سخت درجہ دشمن تھا...... اور حضرت سید النبیین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام المطہرین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا غرض بغض دین متین کی وجہ سے اس کے اندر ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیر دل کے آگے موتیوں کی کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت حقارت کی نظر سے دیکھتا اور اس کا استیصال چاہتا تھا"

"چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے اس لئے اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دُنیا سے اوّل درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوے کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان

ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا۔ اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالےٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابلہ پر کچھ بھی چیز نہیں تھا۔ نہ اس کی طرح ان کی شہرت تھی اور نہ اس کی طرح کروڑہا روپیہ کے وہ مالک تھے۔ پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔ اگر میں اس کو مباہلہ کے لئے نہ بلاتا اور اگر میں اس پر بد دعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیقت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کر دیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گا۔ میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور

حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ میری زندگی
میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی سچا کرتا ہے اور کیا ہو گا؟
اب وہی اس سے انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہو گا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۹۔ ۷۷۔ ۸۰)

اس جگہ میں دوستوں کے ازدیادِ ایمان کے لئے ایک واقعہ بیان کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ میرے محترم چچا اور مولوی قمر الدین صاحب کے والد ماجد جناب میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ وہ ایک گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک سؤر کا بچہ آپ کے کندھوں پر ہے۔ آپ اُسے اُتارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ نہیں اُترتا۔ خواب دیکھنے کے بعد جب آپ قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی یہ رؤیا سنائی تو حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کسی عیسائی پر فتحیاب ہوں گے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد اطلاع ملی کہ ہمارے گاؤں سیکھواں کے قریب ڈیریوالہ میں حاکم آ رہا ہے۔ زمین کے انتقال وغیرہ کے سلسلہ میں متعلقہ لوگ تاریخ مقررہ پر وہاں پہنچ جائیں۔ تاریخ مقررہ پر محترم چچا صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ بہت سے لوگ جمع تھے اور ابھی حاکم نہیں پہنچا تھا۔ مختلف باتیں ہو رہی تھیں۔ وہاں ایک پادری سے گفتگو شروع ہو گئی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسرِ صلیب سے متعلق پیش کردہ دلائل دیئے۔ پادری نے دلائل سے عاجز آ کر آپ کو ڈانٹا۔ تو آپ نے جوابی طور پر پادری صاحب کو بھی ڈانٹ دیا۔ اس پر پادری تو بالکل خاموش ہو گیا۔ سننے والوں میں سے ایک نے پادری کو خوب اکسانا شروع کیا۔

اور کہا کہ پادری صاحب کی بڑی توہین ہوتی ہے اگر وہ دعویٰ کریں تو ہم شہادت دیں گے وہ شخص بار بار یہ بات کہے جاتا تھا تا پادری جوش میں آ جائے۔ مگر پادری خاموش تھا۔ آپ اس شخص کو یہ جواب دیتے تھے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ جوابی طور پر کہا ہے پادری کی غلطی ہے جو بلا وجہ مجھے ڈانٹا جس پر مجھے بھی اسے ڈانٹنا پڑا۔ مگر وہ اپنی بات دہراتا ہی چلا جاتا تھا۔ اس پر انہیں اپنا خواب یاد آ گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعبیر بھی بس وہ سمجھ گئے کہ سؤر اور سؤر کے بچے سے کیا مراد تھی۔

غرض حدیث کی پیشگوئی میں یقینی طور پر قتل خنزیر سے ایسے ہی شدید مخالفین اسلام کا دلائل و براہین کی رو سے قتل اور بذریعہ دعا ان کا ہلاک کرنا مراد تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشگوئی قتل خنزیر والی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی جو آپ کی صداقت کا زبردست ثبوت ہے۔

وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ

سیدنا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے ابن مریم سے متعلق پہلے اِمَامًا مَھْدِیًّا فرمایا۔ پھر اس کے عظیم الشان دینی کاموں کا ذکر کرکے اس کے لئے وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی آنے والا ابن مریم تمہارا امام ہوگا اور تم میں سے ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت مریم صدیقہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے مراد نہیں ہو سکتے بلکہ امت محمدیہ ہی کا ایک فرد

مراد ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض مناسبتوں کی وجہ سے مسیح ابن مریم کے خطاب سے نوازا ہے اور اس کے خلاف بعض علماء نے یہ خیال کیا کہ امامکم منکم میں امام سے مراد مسیح موعود نہیں بلکہ ان کے سوا کوئی اور امام یعنی مہدی مراد ہے تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں امامکم منکم کی بجائے فامّکم منکم یعنی وہ آنے والا ابن مریم تمہارا امام ہوگا جو تمہیں میں سے ہوگا کے الفاظ آئے ہیں۔ ان الفاظ فامّکم منکم کی تشریح بحوالہ ابن ابی ذئب صحیح مسلم میں یہ لکھی ہے:۔

فامّکم بکتاب ربّکم عزّوجلّ وسنۃ نبیّکم صلے اللہ علیہ وسلّم

یعنی آنے والے ابن مریم تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کی سنت کے مطابق تمہاری امامت کریں گے۔ اور مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت میں ابن مریم کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اِمَامًا مَھْدِیًّا فرمایا ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے۔ اور امامکم منکم کی تشریح میں علامہ نواب قطب الدین خان فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی یہ کہے کہ امامکم منکم سے کوئی اور امام مراد ہے تو یہ بے ثبوت بات ہے اور متقدمین نے تسلیم کر لیا ہے کہ امامکم منکم سے مراد حضرت عیسیٰ ہی ہیں۔"

(مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۴ صفحہ ۳۸۵)

پس فامّکم منکم اور امامکم منکم میں مسلمانوں کو یہ

بتانا مقصود ہے کہ آنے والے مسیح کو ابن مریم تو کہا گیا ہے لیکن اے مسلمانو! اس سے حضرت عیسیٰ اسرائیلی نبی مراد نہ لینا بلکہ آنے والا تمہیں میں سے یعنی اُمتِ محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان واماماکم منکم میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی حالت اس وقت اس حد تک گر چکی ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو اس لائق ہی نہیں سمجھیں گے کہ ان میں سے کسی کو مسیحیت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ یہ اقرار تو کریں گے کہ ہم یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں مگر آنے والے مسیح سے متعلق یہ خیال کریں گے کہ وہ اسرائیلی ہوگا اور اپنے آپ کو اس امر کا اہل نہ سمجھیں گے کہ ان میں سے بھی کوئی مسیح بن سکتا ہے اور یہ ان کی انتہائی پستی اور ذلت اور انحطاط کی علامت ہوگی۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے واماماکم منکم فرمایا تا ظاہر ہو کہ اُمتِ محمدیہ بھی یہود اور نصاریٰ کی طرح بہتر فرقوں تقسیم ہو جائیگی اور اس کی اصلاح اور نشأۃ ثانیہ کے لئے جو مسیح ابن مریم اور امام آئے گا وہ بھی امت محمدیہ میں سے ہی ہوگا۔

اس زمانے کے اکثر علماء مولانا مودودی کی طرح یہ خیال کر رہے ہوں گے کہ اب اللہ تعالےٰ کسی سے کلام نہیں کرتا جیسا کہ مودودی صاحب نے تحقیقاتی عدالت برائے فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء کے دس سوالوں یا نکات کے جوابات دیتے ہوئے حدیث لقد کان فیمن قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک من امتی احد فعمر۔ کی تشریح میں لکھا تھا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں "نبی ہی نہیں بلکہ مکلّم اور محدث بھی کوئی نہیں ہو سکتا"

گویا اسلام کی تعلیم پر دل و جان سے عمل کرنے والے اس لائق نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہو۔ فرشتے انہیں الہام کریں۔ بنی اسرائیل میں تو ایسے کئی بزرگ مرد ہی نہیں بلکہ ایسی بزرگ عورتیں بھی ہوئی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے اور جن پر فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ مگر امتیانِ افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جن کو اللہ تعالےٰ نے خیر اُمت کے خطاب سے عزت بخشی ہے کوئی مرد بھی ایسا نہیں ہو سکتا جس سے اللہ تعالیٰ ہمکلام ہو اور جسے وہ اپنے لذیذ اور پُر شوکت کلام سے مشرف کرے۔ گویا اُمتِ محمدیہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور رُوحانی انعامات وحی والہام اور کشوف اور رویائے صادقہ سے بکلی محروم ہے

لیکن بر خلاف اس کے اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کی عظمت اور امتِ محمدیہ کی قدر و منزلت قائم کرنے اور دنیا کی اصلاح و ہدایت کی غرض سے جسے مبعوث فرمایا۔ اور جس کے لئے اما مکم منکم کی شہادت دی تھی کہ وہ امتِ محمدیہ کی روحانی پستی اور انحطاط کے وقت امتِ محمدیہ میں سے ہی ظاہر ہو گا اس جلیل القدر و عظیم الشان مصلح آسمانی و امام ربانی نے دل کشا و روح افزا مژدہ سنایا کہ :-

"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا

یہ خیال خام ہے کہ اس زمانے میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے اُس کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی"۔ (الوصیۃ)

پھر یہ ذکر کرکے کہ قرآن مجید نے ابتداء ہی میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا سکھا کر اس طرف اشارہ کر دیا تھا کہ وہ تمہیں ان نعمتوں کا مورد بنائے گا جو پہلوں کو دی گئی تھیں جو نبی رسول صدیق شہید اور صالح تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس مامور نے فرمایا کہ:-

"اپنی ہمتیں بلند کرو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔۔۔
۔۔۔۔ اے سست اعتقادو! اور کمزور ہمتو! کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام ممالک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا۔ بلکہ خدا کا تمہاری نسبت اُن سے زیادہ فیض رسانی کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔ خدا تمہیں نعمتِ وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا۔ وہ تم پر سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں"۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

اور فرمایا کہ جو روحانی شربت موسیٰ اور عیسےٰ اور دوسرے انبیاء کو پلایا

گیا۔ سید الانبیاء فخر المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین

"وہی شربت نہایت کثرت سے نہایت لطافت سے نہایت لذت سے پیتے ہیں اور پی رہے ہیں۔ اسرائیلی نور ان میں روشن ہیں۔ بنی یعقوب کے پیغمبروں کی ان میں برکتیں ہیں۔

سبحان اللہ ثم سبحان اللہ! حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ کس شان کے نبی ہیں۔ اللہ اللہ! کیا عظیم الشان نور ہے جس کے ناچیز خادم جس کی ادنیٰ سے ادنیٰ امت جس کے احقر سے احقر چاکر مراتب مذکورہ تک پہنچ جاتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص۲۴۷)

اور سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت فیض کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"اور وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا

گوارا نہیں کیا۔ ہاں اس رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے
چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو
شخص اُمتی نہ ہو اس پر وحیِ الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے
ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ - ۲۸)

پس اماکم منکم میں اس طرف اشارہ تھا کہ امتِ محمدیہ جو
خیر الامم ہے اس کی اصلاح اور دینِ اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ ظاہر
کرنے کے لئے جو امام آئے گا۔ وہ اسی امت میں سے آئے گا۔ اور وہ
دلائلِ عقلیہ و نقلیہ اور نشاناتِ سماویہ سے اسلام کی عظمت دنیا میں
دوبارہ قائم کرے گا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور وہ دین اسلام جس کے
متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اور اُسے ایک اُجڑے ہوئے باغ سے تشبیہہ دی جاتی تھی اور اُمتِ
محمدیہ جس سے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ؎

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
(حالی)

اور کہا جاتا ہے ؎

اُمتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں (اقبال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اسلام کو ایک زندہ دین اور

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک زندہ نبی اور قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب ثابت کر دیا۔ خشک اور سنگلاخ بیابانوں۔ ویران اور سنسان مکانوں۔ جلے اور اُجڑے ہوئے باغوں کو سرسبز و شاداب، فرحت انگیز و دل آویز بنا دیا۔ اور تاریک دلوں کو نورِ ہدایت سے منور کر دیا اور بالہام الٰہی فرمایا:۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"

(تذکرہ ص۱۰۲)

تیری ماموریت کا وقت آگیا اور مسلمانوں کا قدم اب بلند تر مینار پر نہایت مضبوطی سے قائم ہو جائے گا۔ یعنی اب مسلمانوں کی حالت اوج اور ترقی کی طرف رجوع کرے گی اور روز بروز بہتر سے بہتر ہوتی جائے گی اور آخر کار ساری دنیا پہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک و مقدس اور نبیوں کا سردار ہونا ظاہر ہو جائے گا

اور اسلام کی فتح کی امید دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے"

(فتح اسلام ص۱۱)

پس امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کے وقار و عظمت کا دنیا میں دوبارہ قائم ہو جانا اور آپ کی جماعت کا دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم کرنا اور مساجد بنانا اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم

تراجم پھیلانا اور اسلام کی تمام دیگر ادیان پر برتری ثابت کرنا آپ کے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کی زبردست دلیل ہے۔

نشان نمائی میں مقابلہ کے لئے دعوت

اور

آپ کے دو عظیم الشان نشان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک بڑا زبردست ثبوت وہ ہزار ہا نشانات ہیں جو اللہ تعالےٰ نے آپ کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور وہ صدہا علم غیب پر مشتمل پیشگوئیاں ہیں جو اپنی کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے بجز خدا کے فرستادہ اور رسول کے کسی اور پر منکشف نہیں کی جاتیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر اُتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزار ہا دُعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے .... اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ اگر کوئی سخت دل عیسائی یا ہندو یا آریہ میرے ان گذشتہ نشانوں سے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہیں انکار بھی کردے اور مسلمان ہونے کے لئے کوئی نشان چاہے اور اس بارے میں بغیر کسی بیہودہ حجت بازی کے جس میں بدنیتی کی بو پائی جائے سادہ طور

پر یہ اقرار بذریعہ کسی اخبار کے شائع کر دے کہ وہ کسی نشان کے دیکھنے سے گو کوئی نشان ہو لیکن انسانی طاقتوں سے باہر ہو اسلام کو قبول کرے گا تو میں امید رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہو گا کہ وہ نشان دیکھ لے گا کیونکہ میں اس زندگی کی رو سے تو ریتا ہوں جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں میں کوئی طالب حق ہے۔ یا ہندوؤں اور آریوں میں سے سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو بالمقابل نشان دکھلانے کے لئے کھڑا ہو جائے۔ لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہ ہو گا بلکہ بدنیتی سے ہیچ در ہیچ شرطیں لگا کر بات کو ٹال دیں گے کیونکہ اُن کا مذہب مُردہ ہے اور کوئی ان کے لئے زندہ فیض رساں موجود نہیں جس سے وہ روحانی فیض پا سکیں اور نشانوں کے ساتھ چمکتی ہوئی زندگی حاصل کر سکیں۔

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب

صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۱-۱۴۰ بحوالہ تریاق القلوب)

میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف ان دو پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جن میں ایک عیسائیت کے وکیل سے متعلق تھی اور دوسری آریت سے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور اسلام زندہ مذہب ہے۔ کیونکہ ان دونوں پیشگوئیوں سے یہی دونوں امور ثابت کرنا مقصود تھا۔ اور یہ ایسی عجیب پیشگوئیاں ہیں جو سیدنا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ عظیم الشان پیشگوئیوں کو یاد دلا کر اہل دل کی روح میں تازہ کر دیتی ہیں۔ ایک پیشگوئی عیسائی مذہب کے وکیل پادری ڈپٹی

عبداللہ آتھم سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری آریہ مذہب سے۔ ان میں سے پہلی کی تفصیل یہ ہے:-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پادری ڈپٹی آتھم کے مابین ایک تحریری و تقریری مباحثہ ہوا تھا جو ۲۰ رمئی ۱۸۹۳ء سے لے کر ۵ رجون ۱۸۹۳ء تک یعنی پندرہ دن تک امرتسر میں ہوتا رہا تھا۔ مباحثہ کے آخری دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالہام الٰہی اپنے فریق مقابل سے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی کہ وہ روزِ ختم مباحثہ سے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اس پیشگوئی کے بعد ڈپٹی عبداللہ آتھم میں ایسی تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی کہ اس نے مسلمانوں سے مباحثہ کرنے اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھنے اور اسلام اور نبی اسلام کی توہین کرنے کی قدیم عادت چھوڑ دی۔ اور پیشگوئی کی میعاد میں بے ادبی کا ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہ نکالا اور پیشگوئی کی سچائی کے خوف اور اس کی عظمت سے دہشت زدہ ہو کر غربت اور مسکینی اور خاموشی اختیار کر لی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو رحیم و کریم ہے اپنی الہامی شرط اور اپنی سنت مستمرہ کے مطابق کہ جن پر عذاب نازل ہونے کی اطلاع دی ہو انکے رجوع بحق ہونے پر انہیں مہلت ضرور دیا کرتا ہے پادری عبداللہ آتھم کو بھی کچھ مہلت دے دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام ان کے رجوع سے مطلع فرما دیا جس کی بناء پر آپ نے اُس سے ان الفاظ میں قسم کھانے مطالبہ کیا کہ

"پیشگوئی کے دنوں میں مَیں نے اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا اور ہرگز اسلام کی عظمت میرے دل پر مؤثر نہیں ہوئی اور

اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو اے قادر خدا ایک سال تک مجھ کو
موت دے کر میرا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر۔"

اور اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ اعلان بھی فرما دیا کہ

" اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور ذبح
بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے"۔

اور ان کے جھوٹی قسم کھانے کی صورت میں یہ فرمایا۔

" اگر آتھم نے جھوٹی قسم کھالی تو ضرور فوت ہو جائیں گے"۔

مگر آتھم نے باوجود اس کے کہ قسم کھا لینے کی حالت میں اس کو چار ہزار روپیہ انعام دیئے جانے کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا قسم کھانے سے انکار کر کے عمداً اخفائے حق پر اصرار کیا اور یہ شہادت نہ دی کہ اس نے پیشگوئی سے ڈر کر کسی قدر اپنی اصلاح کر لی تھی بلکہ حق کو چھپا کر مخلوق کو دھوکا دینے کا مرتکب ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے جیسے اسے بڑے ہاویہ سے جو موت سے تعبیر کیا گیا تھا اس کے رجوع الی الحق کی وجہ سے کچھ مدت کے لئے بچا لیا تھا ویسے ہی اخفائے حق پر اصرار کے جرم میں اسے جلد پکڑ لیا اور موت کا مزہ چکھا دیا۔

حضرت اقدس نے آریہ مذہب سے متعلق فرمایا ہے:۔

" یہ مت خیال کرو کہ آریہ یعنی ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔۔۔۔

۔۔۔ جس مذہب کا روحانیت نہیں اور جس مذہب میں

خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں۔ اور صدق و صفا کی رُوح نہیں اور آسمانی کشش اس کے ساتھ نہیں۔ اور خوق العادت تبدیلی کا نمونہ اُس کے پاس نہیں وہ مذہب مُردہ ہے اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لو گے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶)

اور حضرت اقدس نے الہام سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ کی تشریح میں فرمایا ہے:۔

"آریہ مذہب کا یہ انجام ہوگا کہ خدا ان کو شکست دے گا اور وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیریں گے۔ اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔" (تذکرہ صفحہ ۲۹)

چنانچہ اُن لوگوں نے اس پیشگوئی کی صداقت بچشم خود دیکھ لی ہے جو اس کی اشاعت کے وقت ۱۹۰۳ء میں موجود تھے۔ اور آج مذہبی اور تبلیغی لحاظ سے آریہ سماج بالکل مرچکی ہے اور آریہ خود اس امر کا اعتراف بھی کر چکے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ترقی کا زمانہ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں۔ بر عایت منہاج نبوت تین صدیاں ہیں۔ مگر آریہ سماج کی تمام قوت و شوکت اور اس کا تبلیغی نظام اور ملی و مذہبی اور جماعتی ترقی کے لئے کوشش ایک صدی کے اندر ختم ہو گئیں اور وہ بحیثیت

ایک مذہبی اور تبلیغی جماعت کے بالکل مُردہ ہو گئی اور میدان چھوڑ گئی۔

اور ڈپٹی عبداللہ آتھم جو عیسائی قوم کا نمائندہ تھا اُسے قدرے رجوع الی الحق کی وجہ سے قریباً پونے تین سال مہلت دی گئی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن لوگوں سے متعلق جو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں اور اُن کے آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں فرمایا:۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سب سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس عقیدہ کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہو گا اور ایک ہی پیشوا۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی منجملہ اور نشانات کے اس قسم کے دو نشانات دیئے ہیں ان میں سے پہلا یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل قیصر روم کو جو ایک عیسائی بادشاہ تھا دعوتِ اسلام کا خط لکھا تھا۔ امام بخاری کی روایت کے مطابق اس خط میں حضورؐ نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرمایا۔ "اَسْلِمْ تَسْلَمْ" یعنی اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تم نے یہ دین قبول کر لیا تو پھر سلامت رہو گے اور بے وقت موت اور تباہی سے بچ جاؤ گے۔ حضورؐ کے اس ارشاد میں قطعی طور پر اس کی ہلاکت اور تباہی کا اظہار نہ

تھا بلکہ شرطی طور پر تھا۔ صحیح بخاری کی حدیث سے ظاہر ہے کہ ہرقل قیصر روم نے کسی قدر حق کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ اور یہ رجوع اس کی گفتگو سے ظاہر ہے جو اس نے ابوسفیان سے کی تھی۔ (ابوسفیان ان دنوں بحالتِ کفر ملک شام میں گئے ہوئے تھے اور دربار میں بلائے گئے تھے) ہرقل نے اُن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے متعلق کچھ سوالات کئے تھے اور اُن کے جوابات سُننے کے بعد اُس نے کہا تھا:۔

فَإِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ .... وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ۔

اے ابوسفیان! اگر یہ باتیں جو تم نے بتائی ہیں سچی ہیں تو وہ نبی جو تم میں پیدا ہوا ہے اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جس جگہ یہ میرے دونوں قدم ہیں۔ مجھے یہ تو علم تھا کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے مگر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم میں سے ظاہر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ میں اس کی ملاقات کر سکتا ہوں تو ضرور اس سے ملاقات کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔

اور ابوسفیان کو یہ واقعہ دیکھ کر کہنا پڑا تھا کہ

لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهٗ يَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ"

یعنی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ تو بہت بڑا ہو گیا

ہے۔ اب، تو قیصر روم بھی اس سے ڈرتا ہے۔
اس سے ظاہر ہے کہ حضورؐ کا نامہ مبارک سُن کر ہرقل قیصر روم نے حق یعنی اسلام کی طرف رجوع کیا تھا اور دل میں خوف کھایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُسے مہلت دی گئی اور اس کی سلطنت پر جلد تباہی نہیں آئی اور وہ خود بھی جلد تر ہلاک نہیں ہوا۔ لیکن جو رجوع اُس نے کیا تھا اُس پر وہ قائم نہیں رہ سکا اور جب اس کے صاحب شوکت و حشمت عیسائی اراکین دربار اس کی باتوں کے متحمل نہ ہو سکے اور اُن میں اس کے خلاف سخت برہمی اور جوش پیدا ہو گیا یہاں تک کہ وہ پُرشور احتجاج سے بھی باز نہ رہ سکے تو ہرقل گھبرا گیا۔ اور اس نے اپنے معزز و طاقتور درباریوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کیلئے اصل حقیقت چھپائی اور ان کو مطمئن کرنے کیلئے یوں بات بنائی کہ میں تو تمہارے ایمان کی آزمائش کرنا چاہتا تھا کہ تم اپنے مذہب عیسائیت پر کس قدر مستحکم ہو۔ اس لئے وہ کچھ مہلت پانے کے بعد جو حق کی طرف قدرے رجوع کرنے کے نتیجے میں اس کو ملی تھی پکڑا گیا۔ اور رجوع الی الحق کے معاملہ میں قیصر روم کا حال پادری عبداللہ آتھم کے حال سے بالکل مشابہ ہے۔ دونوں نے حق کی طرف قدرے رجوع کرنے کی وجہ سے کچھ مہلت پائی اور پھر دونوں ہی سچی گواہی کو پوشیدہ کرنے کی وجہ سے کیفرِ کردار کو پہنچ گئے۔

آنحضرت صلعم کا دوسرا نشان صداقت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اُیبدی الباطل وما یعید کہ عرب سے بت پرستی کا نام و نشان مِٹ جائے گا۔ اور وہ پھر تا قیامت عرب میں عود نہ کرے گی۔ یہ

نشان روزِ روشن کی طرح پورا ہوا۔ بُت پرستی ہمیشہ کے لئے عرب سے مِٹ گئی اور سارا عرب ہمیشہ کے لئے توحید کا گہوارہ بن گیا۔

گویا عیسائیت کو بہ خلاف آریت کے مہلت دی گئی اور اس کا مکمل استیصال تین صدیوں میں ہوگا اور ایسی پیشگوئیوں کا وقوع اور ایسے نشانوں کا ظہور جو محض قدرتِ خداوندی سے ظاہر ہو سکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ دلائل و براہین کی رُو سے تمام مخالف اسلام مذاہب پر ایسے رنگ میں اتمامِ حجت کیا کہ آپ کے حجج قاطعہ اور براہینِ ساطعہ کی قوت اور ان کے لاجواب ہونے کا آپ کے مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔

اُے فرزندانِ احمدیت! اللہ تعالیٰ نے جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے اس زمانے میں اشاعتِ اسلام کا مقدس فریضہ آپ کے سپرد کیا ہے اور دنیا کی تمام قوموں پر آپ کو فضیلت بخشی ہے۔ اُس کی اس نوازش و انعام بے پایاں کی قدر کرو اور اس کے حضور سجداتِ شکر بجا لاؤ کہ اُس نے احمدیوں جیسے غریبوں۔ کمزوروں ضعیفوں۔ عاجزوں اور دُنیا کی نظر میں حقیر انسانوں کو اپنے فضل سے نوازا۔ اور دینِ اسلام کی خدمت کے لئے منتخب فرمایا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی اس فضیلت اور اس امتیاز کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھیں۔ اور اس قوم کی طرح نہ ہو جائیں جسے اللہ تعالیٰ نے اُس زمانے کی تمام قوموں میں سے انتخاب فرمایا تھا اور اُن پر فضیلت بخشی تھی لیکن وہ اپنی اس امتیازی حالت کو بداعمالیوں کی وجہ سے قائم

نہ رکھ سکی اور اس کے افراد فَلَمَّا زَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ کے مصداق بن گئے اور وہ چیز جس کے ذریعے سے ہم اس امتیازی انعام کو جو اللہ تعالےٰ نے ہم پر فرمایا ہے قائم رکھ سکتے اور اس کی پسندیدہ اور محبوب قوم رہ سکتے ہیں یہ ہے کہ ہم صاف دل ہو کر اور ہر حال میں اپنی رضا کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی رضا کو اختیار کریں۔ ہماری زندگی اور ہماری موت۔ ہمارے سارے اعمال و عبادات اور ہماری تمام حرکات و سکنات محض اللہ تعالےٰ کے لئے ہوں۔ اور ہم کسی ابتلاء و مصیبت کے وقت اُس سے تعلق نہ توڑیں بلکہ اُسے زیادہ سے زیادہ مضبوط کریں۔ اُس کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھائیں اور اس کی مخلوق سے بہ محبت و ہمدردی پیش آئیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے ہم اللہ تعالےٰ کے عطا فرمودہ قومی عظمت و امتیاز کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھ سکتے ہیں اللہ تعالےٰ ہمیں تا ابد صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور منعم علیہ گروہ میں شامل رکھے اور مغضوب اور ضالین پر کامل فتح عطا فرمائے۔

بالآخر میں ان مسلمان بھائیوں کی خدمت میں جو ابھی تک سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے از راہِ ہمدردی چند ایسی باتیں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جن پر خدا ترسی و حق طلبی سے غور کرنا بفضلہٖ تعالےٰ بہت آسانی سے حقیقت الامر تک پہنچا دینے والا ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا و شفیعنا خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ۔ یعنی وہ شخص سعید اور خوش قسمت ہے۔ جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

جس طرح اُمّتِ محمدیہ کو ایک مسیحؑ دیئے جانے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اسی طرح اُمّتِ موسویہ کو بھی ایک مسیحؑ کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب اُمّتِ موسویہ یعنی یہود کے وہ موعود مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دنیا میں تشریف لائے تو یہود نے جو آپ کے منتظر تھے اس بنا پر آپ کا انکار کر دیا کہ وہ حدیثوں اور ملاکی نبی کی کتاب سے اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے تھے کہ موعود مسیحؑ کے ظہور سے پہلے ایلیاہ نبی کا آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے لیکن ایلیاہ نبی آسمان سے نازل نہیں ہوئے اور یہود اپنی مذہبی روایتوں اور حدیثوں کا صحیح مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے اس غلطی میں مبتلا رہتے کہ مسیحؑ شاہانہ شان و شوکت سے آئیں گے اور انہیں رومی حکومت کی مظلومانہ غلامی سے نجات دلائیں گے۔ مگر حضرت مسیحؑ شاہانہ شان و شوکت سے نہیں بلکہ درویشانہ حالت میں ظاہر ہوئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود پر ان دونوں پیشگوئیوں کی حقیقت ظاہر فرمانے کے لئے انہیں سمجھایا کہ (۱) آسمان سے ایلیاہ نبی کے نازل ہونے سے مراد ایک ایسے شخص کا ظہور تھا جو ایلیاہ نبی سے مشابہت و مماثلت رکھتا ہو اور وہ شخص یوحنا "یحیٰی" نبی ہیں۔ ایلیا نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی پیشگوئی اُن کے ظہور سے پوری ہو گئی (۲) اور مسیح کے بادشاہت کے ساتھ آنے سے اُن کی روحانی بادشاہت مراد تھی نہ جسمانی، اگرچہ مسیح کا یہ ارشاد ایسا نہیں تھا کہ غور کرنے کے بعد سمجھ میں نہ آجاتا لیکن ایک تو یہود کے سامنے ایسی کوئی مثال موجود نہیں تھی کہ ایک نبی نے کسی گذشتہ نبی کے آسمان سے

نازل ہونے کی پیشگوئی کی ہو اور پھر اُس نبی کے نازل ہونے سے کسی اور نبی کی پیدائش حادث ہو گئی ہو۔ دوسرے بد قسمتی سے جوشِ مخالفت میں اس حد تک آگے بڑھ چکے تھے جس سے واپس ہو کر غور کرنے کے لائق بھی نہ رہے تھے۔ اُنہوں نے حضرت مسیح کی کسی بات پر بھی توجہ نہ کی اور آپ کی ہر بات بڑی بے پروائی اور انتہائی نفرت وحقارت سے رد کر دی۔ اور آپ کے ارشادِ مبارک سے جس کا لفظ لفظ اُس زہر کے لئے تریاق تھا جو اُن کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ جفاکار و ستمگار بن گئے۔ آپ کو حدیثوں اور رسالوں کی نبی پر نازل شدہ کتاب کا مکذب و منکر اور کذاب و مفتری ٹھہرایا۔ آپ پر کافر اور واجب القتل ہونے کا فتوے لگایا۔ حکومت کا باغی ٹھہرایا۔ عدالتوں میں گھسٹوایا۔ طرح طرح کے اشتعال دلا کر مخلوق کو آپ کے قتل پر اُکسایا۔ جتنے ظلم و ستم کر سکتے تھے وہ کئے اور جتنے آزار پہنچا سکتے تھے پہنچائے۔ آخر اپنے زعم باطل میں صلیب کے ذریعے لعنتی موت کے مُنہ تک پہنچا کر رہے۔ اور آپ کے بعد آپ پر ایمان لانے والوں کے درپئے آزار ہو گئے مگر اُن میں سے کوئی بھی سلامت نہ رہے۔ لیکن جو علیم و خبیر اور قوی و قادر اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ان ظالموں اور بد بختوں کی مجوزہ صلیبی موت سے بچا کر کشمیر پہنچا چکا تھا وہی اللہ جل شانہ آنجناب پر ایمان لانے والوں کا بھی حامی و ناصر بنا اور انہیں یہود کے ہاتھوں مٹنے اور بے نام و نشان ہو جانے سے بچاتا اور اپنی حفاظت میں بڑھاتا اور ترقیات عطا فرماتا رہا۔ حتیٰ کہ تیسری صدی عیسوی کے بعد ہی انہیں ظاہری بادشاہت بھی عطا فرما دی۔

لیکن یہود نے ایلیا نبی کو آسمان سے نازل ہوتے آجتک نہیں دیکھا اور نہ آئندہ کبھی دیکھیں گے۔ کیونکہ وہ بشر رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ اور کسی بشر رسول کا بجسم عنصری آسمان پر چلے جانا اور آسمان سے نازل ہونا عقلاً بھی ممتنع ہے اور نقلاً بھی ممتنع۔ اور پھر ایلیا نبی حضرت مسیح سے پہلے آنے والے رسولوں میں سے ایک رسول تھے۔ اور مطابق مفہوم آیت مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ حضرت مسیح سے پہلے آنے والے رسولوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں سب کے سب اس جہان سے گذر گئے ہیں اس لئے آپ کا بھی اس جہان سے گذر جانا یقینی اور قطعی ہے اور جو اس جہان سے گذر جائیں وہ دوبارہ اس جہان میں نہیں بھیجے جاتے۔

اور حضرت مسیح کے بعد یہود کو کوئی سچا مسیح بھی نصیب نہیں ہوا اور نہ آئندہ قیامت تک نصیب ہو سکیگا۔ کیونکہ یہود کے موعود نبی اور سچے مسیح تو وہی تھے جنہیں اس زمانے کے یہود نے اُن سے پہلے ایلیا نبی کے آسمان سے نازل نہ ہونے کی بنا پر نعوذ باللہ جھوٹا نبی۔ مکار و مفتری قرار دے کر رد کر دیا تھا اور جو واقعہ صلیب کے بعد فلسطین سے ہجرت کر گئے تھے اور مطابق ارشاد الٰہی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہوئے تمام رسولوں کی طرح اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ اور جن کا مزار مقدس کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں عیسیٰ نبی۔ شہزادہ نبی اور یوز آسف نبی کی قبر کے نام سے

مشہورِ انام اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

یہ تو مختصر ذکر تھا اس سلوک کا جو اُمتِ موسویہ یعنی یہود نے اپنے موعود مسیح سے روا رکھا اور ہمارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے متعلق یہ پیشگوئی فرماکر کہ اُس میں سے بھی ایک گروہ یہود اور نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چلے گا اپنے اُمتیوں کو یہ نصیحت و ہدایت فرمائی تھی کہ وہ یہود اور نصاریٰ کے نقشِ قدم پر نہ چلیں۔ اُن کی پیروی سے بچتے رہیں۔ اُن کا طریق اختیار نہ کریں۔ اور یہ دُعا بھی کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں منعم علیہ میں شامل رکھے اور مغضوب علیہم اور ضالین یعنی یہود اور نصاریٰ کے رنگ میں رنگین ہونے سے بچائے اور پھر حضور نے اپنی امت میں بھی ایک مسیح کے ظہور کی خوشخبری دے کر اور اس موعود مسیح کے حق میں اِمَامُکُم مِنکُم فرما کر اپنے اُمتیوں پر یہ بھی ظاہر فرما دیا تھا کہ وہ مسیح تمہارا امام ہو گا جو تمہیں میں سے ہو گا۔ اور پھر یہ تاکیدی حکم بھی صادر فرما دیا تھا کہ جب وہ موعود مسیح نازل ہو تو خواہ برف پر گھسٹ کر ہی جانا پڑے اُس کے پاس جانا اور ہمارا اسلام اُسے پہنچانا چاہیئے۔ اس نہایت ہی تاکیدی ارشاد سے اُس کی خدمت میں حاضر ہونے اور اس کی اطاعت اختیار کرنے کی جیسی اہمیت اور جتنی شدید ضرورت ظاہر ہوتی ہے محتاج بیان نہیں باایں ہمہ جب اُمتِ محمدیہ کا وہ موعود مسیح و عدوں اور پیشگوئیوں کے مطابق اپنے وقتِ معین چودھویں صدی ہجری کے سر پہ ظاہر ہوا تو اُمتِ محمدیہ کے ایک گروہ نے اس کو قبول کرنے سے اُسی طرح انکار کر دیا جس طرح کہ اُمتِ موسویہ نے اپنے

موعود مسیح کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اُمتِ موسویہ کے خیال میں تو مسیح سے پہلے ایلیا نبی کا آسمان سے نازل ہونا ضروری تھا اور اُمتِ محمدیہ کے نزدیک خود موعود مسیح کا آسمان سے نازل ہونا ضروری۔ مگر نہ اُس نے ایلیاہ نبی کو آسمان سے نازل ہوتے دیکھا اور نہ ان نے اپنے موعود مسیح کو۔ اگرچہ دونوں کے انکار کی بڑی وجہ تو ایک ہی تھی یعنی اپنے جس مطلوب کے آسمان سے نازل ہونے کی خواہش تھی۔ اس کا آسمان سے نازل نہ ہوتا۔ مگر فرق یہ ہے کہ اُمتِ موسویہ کا یہ عقیدہ کہ ایلیاہ نبی آسمان سے نازل ہوں گے اُن کی حدیثوں اور ملاکی نبی کی کتاب کی وجہ سے تھا۔ جس میں ایلیاہ نبی کے آسمان پر چلے جانے اور موعود مسیح کے ظہور سے پہلے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر موجود تھا۔ مگر اُمتِ محمدیہ کا یہ خیال کہ ان کے موعود مسیح آسمان پر اُٹھائے گئے تھے اور قبل از قیامت کسی زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے نہ احادیث نبویہ کی بناء پر تھا نہ آیاتِ قرآنیہ کی بناء پر۔ کیونکہ صحیح حدیث کا ذکر ہی کیا کوئی ضعیف بلکہ وضعی حدیث بھی اس مضمون کی موجود نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام زندہ بجسمِ عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے اور بجسمِ عنصری آسمان سے نازل ہوں گے۔ اور نہ پہلے تو وہ صرف اُمتِ موسویہ کے موعود مسیح تھے مگر آسمان پہ اُٹھا لئے جانے کے بعد اُمتِ محمدیہ کے بھی موعود مسیح بنا دیئے گئے ہیں۔ اور جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اُمتِ محمدیہ کے بھی ویسے ہی موعود مسیح ہوں گے جیسے کہ اوائل میں اُمتِ موسویہ کے موعود مسیح تھے۔ اس مضمون کی حدیث تو کہاں

کوئی ایسی حدیث بھی موجود نہیں ہے جس میں صرف اتنی سی بات موجود ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے زندہ آسمان پہ اُٹھا لئے گئے ہیں بلکہ اس کے برخلاف حدیثوں میں تو آنجناب کی وفات کا ذکر موجود ہے اور صرف وفات کے ذکر پر ہی بس نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر فرمادیا گیا ہے کہ وفات کے وقت آنجناب کی عمر شریف کتنی تھی۔ چنانچہ سیدنا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ سَنَۃٍ۔ [1]

(رواہ الحاکم فی المستدرک)

یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ایک سو بیس برس زندہ رہا ہے۔ اور قرآن مجید اپنی بہت سی آیات میں آنجناب کو وفات یافتہ قرار دے کر ان احادیث کی جن میں آپ کی وفات کا ذکر ہے تائید و تصدیق کر رہا ہے۔ اُن میں سے ایک آیت یہ ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ۔ یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں اور آپ سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اُمّتِ محمدیہ کا اپنے موعود مسیح سے اس بنا پر انکار کر دینا کہ وہ آسمان سے نازل نہیں ہوئے اُمتِ موسویہ کے اپنے موعود مسیح سے اس بنا پر انکار کر دینے سے کہ ان سے پہلے ایلیا بھی آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے بدرجہا زیادہ حیرت خیز اور تعجب انگیز ہے کیونکہ اُس کا انکار تو ان حدیثوں

---

[1] اس حدیث کے راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

اور ملاکی نبی پر نازل شدہ کتاب کی بنا پر تھا جن میں اُس کے موعود مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیا نبی کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر موجود ہے مگر اُمتِ محمدیہ کے سامنے ایسی کوئی حدیث یا قرآن مجید کی کوئی آیت موجود نہیں تھی جس سے اس کے موعود مسیح کا آسمان پر جانا اور پھر آسمان سے نازل ہونا موجود ہو۔ اور اُمتِ موسویہ کے سامنے ایسی کوئی نظیر بھی موجود نہیں تھی کہ ایک نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی پیشگوئی سے اُس کے مثیل کا ظہور مراد لیا گیا ہو۔ مگر اُمتِ محمدیہ کے سامنے ایسی پہلی نظیر تو وہی فیصلہ تھا جو حضرت مسیح نے ایلیاہ نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی پیشگوئی کے بارے میں کیا تھا جس سے ظاہر ہے کہ اگر کسی گذشتہ نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ تو اُس سے اُس نبی کے کسی مثیل کا ظہور مراد ہوتا ہے۔ دوسری اور بڑی مثال یہ موجود تھی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے اپنے سامنے آسمان پر جانے اور کتاب لے کر واپس آنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں اُٹھایا تھا۔ بلکہ آپ سے کفار کو یہ جواب دلوایا تھا کہ "میں ایک انسان پیغام پہنچانے والا ہوں"[1] اگر انسان کو آسمان پر اُٹھا لینا سنت اللہ میں داخل ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ سے یہ جواب کیوں دلواتا؟ آپ کو آسمان پر اُٹھا لیتا۔ مگر جب اُس نے آپ کو جو سید المرسلین ہیں آسمان پر نہیں اُٹھایا تو ثابت ہو گیا کہ کسی

---

[1] اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ ...... قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ بنی اسرائیل: ۹۴

اور انسان کو بھی کبھی آسمان پر نہیں اُٹھایا ہے۔ اور جب کوئی انسان کبھی آسمان پر اُٹھایا ہی نہیں گیا تو کسی انسان کا آسمان سے نازل ہونا کیسا؟

غرض اُمتِ موسویہ کیلئے انسان کے آسمان سے نازل ہونے کی حقیقت کو سمجھ لینا ویسا آسان نہیں تھا جیسا کہ امثال و نظائر کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ پس اُس کے اپنے موعود مسیح کا اس بناء پر انکار کر دینے میں کہ ایلیاہ نبی جن کا حضرت مسیح کے ظہور سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری تھا کیوں نازل نہیں ہوئے۔ امثال و نظائر کی عدم موجودگی کا بھی کچھ نہ کچھ دخل ضرور تھا لیکن اُمتِ محمدیہ کے سامنے انسان کے آسمان سے نازل ہونے کی حقیقت ظاہر کرنے والے امثال و نظائر بھی موجود تھے اور علاوہ ان کے اور سامان بھی۔ تاہم اُس نے بھی اپنے موعود مسیح سے متعلق وہی روش اختیار کی جو اُمتِ موسویہ نے اپنے موعود مسیح سے متعلق اختیار کی تھی۔ اور صرف اُن کا انکار کر دینے ہی میں اُس کی پیروی نہیں کی بلکہ اُن تمام امور میں بھی کی جو اُس نے اپنے موعود مسیح کے خلاف کیے تھے۔ نعوذ باللہ احادیث و کتاب اللہ کا منکر اور اہلِ اسلام کا دشمن قرار دیا۔ کذاب و مفتری بتایا۔ کفر کے فتوے لگائے۔ قتل کے منصوبے بنائے۔ مقدمات چلائے۔ عدالتوں میں گھسیٹا۔ حکومت کا باغی ٹھہرایا۔ جھوٹی مخبریوں سے حکام کو بھڑکایا۔ خطرناک اتہامات شائع کر کے سارے ملک میں اشتعال پھیلایا اور موعود مسیح کو نیست و نابود کر دینے کے لئے جو کچھ بھی کیا جا سکتا تھا وہ کیا مگر یہ سارا طوفان اُس کے عزم و استقلال میں برائے نام بھی جنبش پیدا نہ کر سکا۔ ابتداء میں علمائے دین کہلانے والوں کا سارا زور اس بات پر تھا کہ

موعود مسیح ہونے کے مدعی کی یوں تو ساری باتیں خلافِ اسلام ہیں لیکن
اُس کا حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دینا ایسا خلافِ قرآن و
حدیث اور اتنا بڑا کفر ہے کہ اُس کے سارے خلافِ اسلام عقیدوں
میں سے صرف یہ اکیلا ہی اُس کو کافر بلکہ اکفر قرار دینے اور سمجھے جانے
کے لئے کافی ہے اور یہ صرف اسی ایک عقیدے کی وجہ سے جو سراسر
خلافِ قرآن و حدیث اور خلاف اجماعِ اُمت ہے۔ چند روز میں خائب و
خاسر اور ناکام و نامراد کالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ اور نَسْيًا مَّنْسِيًّا کا مصداق
ہوجائے گا۔ یہ اس زمانہ کی باتیں ہیں جبکہ پورے برصغیر ہند کے لاکھوں
علمائے دین سمجھے جانے والوں میں سے ایک فرد بھی حضرت مسیح علیہ السلام
کی وفات کا قائل نہیں تھا بلا اختلاف احد سب کے سب قائلِ حیات
مسیح اور آنجناب کے بہت جلد بنہایت جاہ و جلال کے ساتھ آسمان سے
نازل ہوجانے کی امید و انتظار میں تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی طرف سے اشاعتِ تصانیف کا سلسلہ جاری ہونے اور پھر آپ کے
بعض مستند اور شہرۂ آفاق علماء سے مسئلہ حیات و وفاتِ مسیح میں چند
مباحثے ہوجانے پر ہوا کا رُخ بدلا اور لوگ آپ کی تصانیف کے
مطالعہ سے فائدہ اُٹھا کر قائلِ وفاتِ مسیح ہونے لگے اور پھر آہستہ آہستہ
نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہاں کے مشہور اسلامی فرقوں میں سے کوئی فرقہ
ایسا نہیں رہا جس کے عالموں میں سے کچھ نہ کچھ عالم قائلِ وفاتِ مسیح نہ ہوگئے
ہوں۔ اور آج یہ حالت ہے کہ لاکھوں احمدیوں اور اُن کے کثیر التعداد
علماء کے علاوہ بہت سے غیر احمدی علماء بھی وفاتِ مسیح کے قائل ہوچکے
ہیں۔ مثلاً جناب مولانا غلام مرشد صاحب۔ جناب علامہ علاؤ الدین

صاحب صدیقی۔ جناب علامہ مشرقی۔ جناب علامہ نیاز فتحپوری۔ جناب مولانا ابو الکلام آزاد۔ اور مولانا ابو الکلام نے توحیاتِ مسیح کے عقیدہ کی نسبت یہاں تک ظاہر فرمادی ہے کہ "یہ عقیدہ اپنی نوعیت میں ہر لحاظ سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل و لباس میں نمودار ہوا ہے"۔

اور حضرات علماء کے اس اقرارِ وفاتِ مسیح کا سلسلہ برصغیر ہند (ہند و پاکستان) تک محدود نہیں رہا بلکہ بلادِ اسلامیہ تک بھی پہنچ چکا ہے وہاں کے قائلینِ وفاتِ مسیح میں سے چند نہایت جلیل القدر و عظیم المرتبت صاحبِ تصانیف حضرات کے نام یہ ہیں :۔

علامہ محمد عبدہٗ مفتی الازہر مصر۔ علامہ سید رشید رضا صاحب المنار مفتی مصر۔ علامہ محمود شلتوت شیخ الجامعۃ الازہر۔ الشیخ عبد القادر المغربی الاستاذ المراغی۔ الاستاذ عبد الوہاب النجار۔ الاستاذ احمد محی الدین العجوز۔ الاستاذ النیشادی الغزی۔ استاذ علامہ عباس محمود العقاد۔ ڈاکٹر احمد زکی ابو شادی وغیرھم۔

یہ نام تو نہایت بلند پایہ شہرت یافتہ اور صاحبِ تصانیف علماء کے ہیں مگر ان کے اتباع اور غیر مشہور اور غیر مصنف علماء جو قائلِ وفاتِ مسیح ہیں اور ان کے اتباع اور تعلیم یافتہ لوگوں میں سے قائلینِ وفاتِ مسیح کی عظیم تعداد اور وہ فرقے جن کا ایک فرد بھی قائلِ حیاتِ مسیح نہیں ہے اور لاکھوں احمدی اور ان کے کثیر علماء بھی ذہن میں رکھے جائیں۔ تو قائلینِ وفاتِ مسیح کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور لوگ سمجھنے لگے ہیں کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ صرف بے بنیاد اور غلط محض ہی نہیں بلکہ سخت مضرت رساں بھی ہے اور عیسائیوں کو مسلمانوں کے عیسائی بنانے میں اس عقیدہ حیات

مسیح سے جو بدلی ہے وہ تو آپ سب پر ظاہر ہے۔ جن علماء کے نام اوپر درج ہیں ان میں سے بعض نے اپنی تصانیف میں بھی اس امر کا اظہار کیا ہے اور یہ بات اب آفتابِ نصف النہار کی طرح ظاہر ہو گئی ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے والا ہے اور وفاتِ مسیح کا عقیدہ عیسائیوں کو مسلمان بنانے والا۔ یوں تو وفاتِ مسیح کا خیال کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ تفاسیر میں جہاں حیاتِ مسیح کے اقوال درج ہیں وہاں وفاتِ مسیح کے اقوال بھی موجود ہیں۔ اور کوئی چھوٹی سے چھوٹی تفسیر بھی ایسی نہیں ہے جس میں وفاتِ مسیح کے اقوال بھی موجود نہ ہوں۔

مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذاتی خیال کی بناء پر وفاتِ مسیح کا عقیدہ ظاہر کر کے اس پر اتنا زور نہیں دیا بلکہ ان الہامات الٰہیہ کی بناء پر جن میں آپ کو حضرت مسیح کے فوت ہو جانے اور آپ کے مسیح موعود ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ آپ نے صرف مسئلہ وفاتِ مسیح پر چند مستقل اور مبسوط کتابوں کے علاوہ اپنی ایک سو کے قریب کتابوں میں بھی اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور ہزاروں تقریروں میں ظاہر کیا اور کثیر اشتہاروں کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلایا۔ اور یہ ساری کارروائیاں الہامِ الٰہی کی بناء پر قرار دیں۔ پس اگر اس کارروبار کی بنا درحقیقت الہامِ الٰہی پر نہ ہوتی تو اس کا انجام وہی ہونا چاہیے تھا جو ایک مفتری کے کاروبار اور خود اس مفتری علی اللہ کا ہوا کرتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ جو عقیدہ الہامِ الٰہی کی بناء پر ظاہر کیا گیا تھا وہ لاکھوں انسانوں نے قبول بھی کر لیا ہے اور کرتے جاتے ہیں۔ اور اب دنیا میں ایک رات اور ایک دن بھی ایسا نہیں گذرتا جس میں لوگ مسلمانوں کو

عیسائی بنانے والے حیاتِ مسیح کے عقیدے سے دستبردار ہو کر عیسائیوں کو مسلمان بنانے والے وفاتِ مسیح کا عقیدہ قبول نہ کر رہے ہوں۔

سینکڑوں اور ہزاروں سال کے غلط مگر راسخ عقیدے کو لاکھوں انسانوں کے دلوں سے دور کر کے اُن کو صحیح عقیدے پر قائم کر دینا تائیدِ الہٰی کے بغیر ہرگز ممکن نہیں اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ عظیم بالشان کارنامہ ہے کہ اگر آپ صرف اسی بنا پر فرماتے کہ مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے اور جس مسیح کے آنے کی خبر دی گئی تھی وہ مسیح میں ہوں تو بھی نہایت صحیح و برمحل اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اس ارشاد کی طرح بالکل بجا و درست ہوتا جو آپ نے ایلیاہ نبی کے آسمان سے نازل ہونے کا مطالبہ کرنے والے یہود سے فرمایا تھا کہ ایلیاہ تو نازل ہو گیا پر تمہیں خبر نہیں ہوئی۔ وہ ایلیاہ یوحنا ہے مگر حضرت اقدس علیہ السلام کے مسیح موعود ہونے پر تو بفضلہ تعالےٰ اور بھی بکثرت دلائل موجود ہیں اور آپ نے بفضلہ تعالیٰ وہ تمام عظیم الشان کام کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر اور مذاہبِ عالم پر دلائل و براہین کی رُو سے اظہارِ غلبہ اسلام بااحسن وجوہ انجام دے دیئے ہیں جو احادیثِ نبویہ میں خاص طور پر مسیح موعود و امام مہدی معہود کے کام بتائے گئے ہیں۔

پس میں علیٰ وجہ البصیرت کامل شرحِ صدر اور پورے اطمینانِ قلب سے باوازِ بلند اعلان کرتا ہوں کہ سید الاولین والآخرین خاتم النبیین شفیع المذنبین محبوب رب العالمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت میں مسیح موعود و امام مہدی معہود کے ظہور کی جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ حضور پر نور کے خاص غلام حضرت

میرزا غلام احمد القادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود میں پوری ہوگئی ہے۔ اس پیشگوئی سے لاکھوں درجہ بڑھ کر صفائی کے ساتھ پوری ہوئی جو ملاکی نبی نے ایلیاہ نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی نسبت کی تھی۔

تمام مسلمان کہلانے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کا دم بھرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپ کے معاملہ میں وہ روش اختیار نہ کریں جو یہود نے اپنے موعود مسیح کے معاملہ میں اختیار کی تھی بلکہ اُس عارفانہ طرز سے فائدہ اُٹھائیں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے یہود کے جواب میں اختیار فرمائی تھی اور اپنے پیارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک ارشاد پر عمل کریں جو حضور نے یہود و نصاریٰ کی پیروی سے بچنے کے لئے فرمایا تھا۔ مبارک ہیں وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے موعود مسیح کو قبول کریں جس کا راستہ حضرت مسیح علیہ السلام ایلیاہ نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی حقیقت ظاہر کر کے صاف کر چکے ہیں۔ اور وہ ایسی حقیقت ہے جس کو مسلمان تیرہ سو برس سے بھی زیادہ مدت سے مانتے آئے ہیں اور جس کو مانے بغیر حضرت مسیح علیہ السلام سچے نبی نہیں مانے جا سکتے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ مبارک اور بہت مبارک ہیں وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کو قبول کریں اور آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اکناف عالم میں خدمتِ اسلام بجالانے کا اہم فریضہ ادا کر کے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخروئی حاصل کریں۔ اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جو آپ کو قبول نہ کریں گے اور

انکار پر مصر رہیں گے وہ اپنے خیالی مسیح موعود کو آسمان سے نازل ہوتے ہوئے ہرگز نہ دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو دُنیا میں پھیلائے گا اور اسے فوق العادت برکات دے گا۔ اور اُسے دُنیا کے تمام باقی مذاہب پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

اَب میں اپنی اس تقریر کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی پر ختم کرتا ہوں جو حضورؑ نے اپنی مشہورِ عالم کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ء میں درج فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :۔

اَے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا

کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یہ یاد رکھو کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسٰی ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی ابن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا۔ اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰی اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہو گی کہ عیسٰی کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور

بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴ و ۶۵)

فہرست متعلقہ صفحہ ۵۸

مندرجہ ذیل فہرست جید تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاصر علمائے کرام و صوفیائے عظام کے اسمائے گرامی کی ہے اور جو حضرت علماء حضورؑ کی وفات کے بعد شامل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے ہیں یا احمدیوں میں سے جو مرتبہ علم و فضل تک پہنچے ہیں انکے نام اس فہرست میں درج نہیں۔ اگرچہ یہ فہرست بھی کوشش و جستجو سے مرتب کی گئی ہے تاہم یہ خیال ہے کہ ابھی پچاس ساٹھ بلکہ اس سے بھی زیادہ علماء ایسے ہیں جن کے نام اس میں نہیں آسکے۔

برادرانِ ملت میں سے جن حضرات کو ایسے فوت شدہ یا زندہ علماء کا علم ہو وہ انکے نام اور پتے تحریر فرما کر بھیجدیں تا وہ محفوظ کر دیئے جائیں۔ اسی طرح اگر اس فہرست میں کوئی ایسا نام نظر آئے جو انکے خیال میں نہیں ہونا چاہیے تھا تو اس سے بھی مطلع فرمادیں۔ (خاکسار مرتب)

۱۔ حاجی الحرمین حضرت مولوی حافظ حکیم نور الدین بھیروی رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت مولوی سید محمد احسن امروہی رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ ہزاروی رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت مولوی حاجی حافظ حکیم فضل الدین بھیروی رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت مولوی قاضی امیر حسین بھیروی رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت مولوی حافظ غلام رسول وزیر آبادی رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت مولوی حافظ روشن علی رنملی گجراتی رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت مولوی مفتی محمد صادق رضی بھیروی رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ عنہ موضع عبد الرحمن ضلع شاہ پور
۱۱۔ حضرت مولوی حافظ محمد بھیروی رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت مولوی عبد الرحمن بھیروی رضی اللہ عنہ

۱۳- حضرت مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی سیالکوٹی رضی اللہ عنہ
۱۴- حضرت مولوی حکیم قطب الدین رضی اللہ عنہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ
۱۵- حضرت مولوی برہان الدین جہلمی رضی اللہ عنہ
۱۶- حضرت مولوی عبد القادر خان رضی اللہ عنہ جمال پور لدھیانہ
۱۷- حضرت مولوی حکیم نظام الدین رنگپوری رضی اللہ عنہ
۱۸- حضرت مولوی عبد القادر لدھیانوی رضی اللہ عنہ
۱۹- حضرت مولوی عبد الصمد رضی اللہ عنہ سنور ریاست پٹیالہ
۲۰- حضرت مولوی محمد یوسف رضی اللہ عنہ سنور ریاست پٹیالہ
۲۱- حضرت مولوی قاضی ضیاء الدین رضی اللہ عنہ کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ
۲۲- حضرت مولوی ابو الخیر محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہ تنگی ضلع پشاور
۲۳- حضرت مولوی حافظ فضل الدین رضی اللہ عنہ کھاریاں ضلع گجرات
۲۴- حضرت مولوی سید جمال شاہ واعظ رضی اللہ عنہ نندوال گجرات
۲۵- حضرت مولوی غلام حسن پشاوری رضی اللہ عنہ
۲۶- حضرت مولوی الٰہی بخش رضی اللہ عنہ ساکن بیل بایزید چک
۲۷- حضرت مولوی قدرت اللہ بٹالوی رضی اللہ عنہ
۲۸- حضرت مولوی حافظ عظیم بخش رضی اللہ عنہ کھوکھ ضلع گورداسپور
۲۹- حضرت مولوی مفتی غلام جیلانی رضی اللہ عنہ نوپوں ضلع انبالہ مدرس مدرسہ گھڑدون جالندھر
۳۰- حضرت مولوی عبد اللہ رضی اللہ عنہ مدرس بٹالہ
۳۱- حضرت مولوی حکیم محمد اسحاق رضی اللہ عنہ گولہ ضلع کرنال
۳۲- حضرت مولوی محمد کبیر دہلوی رضی اللہ عنہ

۳۳ - حضرت مولوی محمد حسین زمیندار رضی اللہ عنہ موضع بھاگو ارائیں کپورتھلہ

۳۴ - حضرت مولوی کرم الٰہی لاہوری رضی اللہ عنہ

۳۵ - حضرت مولوی خلیفہ نور الدین جمونی رضی اللہ عنہ

۳۶ - حضرت مولوی تاج محمد سیر باندھی رضی اللہ عنہ

۳۷ - حضرت مولوی انوار حسین خان رضی اللہ عنہ رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی ملک اودھ

۳۸ - حضرت مولوی کریم الدین امرتسری رضی اللہ عنہ

۳۹ - حضرت مولوی حکیم عنایت اللہ رضی اللہ عنہ

۴۰ - حضرت مولوی عبد اللطیف امرتسری رضی اللہ عنہ

۴۱ - حضرت مولوی شیخ احمد جان جالندھری رضی اللہ عنہ

۴۲ - حضرت مولوی شیخ احمد واعظ سرہندی رضی اللہ عنہ

۴۳ - حضرت مولوی وزیر الدین رضی اللہ عنہ تکبریاں ضلع ہوشیارپور

۴۴ - حضرت مولوی سید مردان علی رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن

۴۵ - حضرت مولوی سید ظہور علی رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن

۴۶ - حضرت مولوی غلام علی رضی اللہ عنہ ڈلی پٹی رہتاس ضلع جہلم

۴۷ - حضرت مولوی عبد الحمید آزاد رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن

۴۸ - حضرت مولوی حافظ حاجی احمد اللہ خان ناگپوری ۔ قادیانی رضی اللہ عنہ

۴۹ - حضرت مولوی محمد سعید طرابلسی شامی رضی اللہ عنہ

۵۰ - حضرت مولوی حبیب شاہ خوشابی رضی اللہ عنہ

۵۱ - حضرت مولوی فقیر جمال الدین رضی اللہ عنہ سید والا ضلع شیخوپورہ

۵۲ - حضرت مولوی حسن علی رضی اللہ عنہ بھاگلپوری صوبہ بہار

۵۳۔ حضرت مولوی فیض احمد رضی اللہ عنہ لنگیاں والی ضلع گوجرانوالہ

۵۴۔ حضرت مولوی غلام امام رضی اللہ عنہ عزیز الواعظین شاہجہانپوری

۵۵۔ حضرت مولوی حافظ محمد یعقوب رضی اللہ عنہ ڈیرہ دون۔

۵۶۔ حضرت مولوی سلطان محمود رضی اللہ عنہ میلا پور مدراس

۵۷۔ حضرت مولوی رحیم اللہ لاہوری رضی اللہ عنہ

۵۸۔ حضرت مولوی غلام حسین لاہوری رضی اللہ عنہ

۵۹۔ حضرت مولوی غلام نبی خوشابی رضی اللہ عنہ

۶۰۔ حضرت مولوی حافظ سید علی میاں رضی اللہ عنہ شاہجہانپوری

۶۱۔ حضرت مولوی قاضی تکمیل الدین احمد رازی رضی اللہ عنہ تلہری شاہجہان پور

۶۲۔ حضرت مولوی محمد حسین رضی اللہ عنہ علاقہ ریاست کپورتھلہ

۶۳۔ حضرت مولوی سید تفضل حسین رضی اللہ عنہ فرخ آبادی علی گڑھی

۶۴۔ حضرت مولوی سید صادق حسین اٹاوی رضی اللہ عنہ

۶۵۔ حضرت مولوی فضل حسین رضی اللہ عنہ احمد آباد ضلع جہلم

۶۶۔ حضرت مولوی حافظ عبد العلی رضی اللہ عنہ موضع عبد الرحمٰن ضلع شاہپور

۶۷۔ حضرت مولوی محمد فضل رضی اللہ عنہ چنگا بنگیال گوجرخاں ضلع راولپنڈی

۶۸۔ حضرت مولوی حاجی نظام الدین لدھیانوی رضی اللہ عنہ

۶۹۔ حضرت مولوی نور محمد رضی اللہ عنہ مانگٹ علاقہ پٹیالہ

۷۰۔ حضرت مولوی کریم اللہ امرتسری رضی اللہ عنہ

۷۱۔ حضرت مولوی محمد عبد اللہ خان رضی اللہ عنہ وزیر آبادی پروفیسر کالج پٹیالہ

۷۲۔ حضرت مولوی صفدر حسین رضی اللہ عنہ حیدرآباد دکن

۷۳۔ حضرت مولوی نور محمد موکل رضی اللہ عنہ

۷۴۔ حضرت مولوی محمد افضل رضی اللہ عنہ کملہ ضلع گجرات

۷۵۔ حضرت مولوی حافظ فیض الدین سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

۷۶۔ حضرت مولوی مخدوم محمد صدیق بھیروی رضی اللہ عنہ

۷۷۔ حضرت مولوی خان ملک رضی اللہ عنہ کھیوال ضلع جہلم

۷۸۔ حضرت مولوی عنایت اللہ رضی اللہ عنہ ماناں والہ

۷۹۔ حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ عنہ موضع عبدالرحمن ضلع شاہ پور

۸۰۔ حضرت مولوی حافظ احمد الدین رضی اللہ عنہ چک سکندر گجرات

۸۱۔ حضرت مولوی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کھیوال ضلع جہلم۔

۸۲۔ حضرت مولوی مہر الدین رضی اللہ عنہ لالہ موسیٰ

۸۳۔ حضرت مولوی شیر محمد رضی اللہ عنہ ہوجن ضلع شاہ پور

۸۴۔ حضرت مولوی خادم حسین بھیروی رضی اللہ عنہ

۸۵۔ حضرت مولوی میر محمد سعید رضی اللہ عنہ حیدر آباد دکن

۸۶۔ حضرت مولوی سید محمد رضوی رضی اللہ عنہ حیدر آباد دکن

۸۷۔ حضرت مولوی سردار محمد رضی اللہ عنہ لون میانی

۸۸۔ حضرت مولوی دوست محمد رضی اللہ عنہ لون میانی

۸۹۔ حضرت مولوی شیخ قادر بخش رضی اللہ عنہ احمد آباد ضلع جہلم

۹۰۔ حضرت مولوی حافظ فضل الدین خوشابی رضی اللہ عنہ

۹۱۔ حضرت مولوی عبدالحکیم رضی اللہ عنہ دھدوار علاقہ بمبئی

۹۲۔ حضرت مولوی غلام حسن دینا نگری رضی اللہ عنہ

۹۳۔ حضرت مولوی محمود الحسن خاں پٹیالوی رضی اللہ عنہ

۹۴- حضرت مولوی عبد الحق ٹپیالوی رضی اللہ عنہ
۹۵- حضرت مولوی حبیب اللہ رضی اللہ عنہ مقیم جہلم
۹۶- حضرت مولوی حافظ محمد فضل الدین سیالکوٹی رضی اللہ عنہ
۹۷- حضرت مولوی علیہ الرحمٰن بسمل رضی اللہ عنہ دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور۔ مہاجر قادیان
۹۸- حضرت مولوی احمد الدین رضی اللہ عنہ ضلع گجرات
۹۹- حضرت مولوی نور احمد رضی اللہ عنہ۔ لودھی ننگل ضلع گورداسپور
۱۰۰- حضرت مولوی عبد الخالق رضی اللہ عنہ لودھی ننگل ضلع گورداسپور
۱۰۱- حضرت مولوی حبیب اللہ رضی اللہ عنہ لودھی ننگل ضلع گورداسپور
۱۰۲- حضرت مولوی محمد ابراہیم بقاپوری رضی اللہ عنہ
۱۰۳- حضرت مولوی قاضی محمد یوسف پشاوری رضی اللہ عنہ
۱۰۴- حضرت مولوی امام الدین گولیکی رضی اللہ عنہ
۱۰۵- حضرت مولوی میر قاسم علی سیالکوٹی قادیانی رضی اللہ عنہ
۱۰۶- حضرت مولوی نجم الدین رضی اللہ عنہ شادیوال ضلع گجرات
۱۰۷- حضرت مولوی محمد اسمٰعیل پشاوری رضی اللہ عنہ
۱۰۸- حضرت مولوی سید محمود شاہ رضی اللہ عنہ فتح پور ضلع گجرات
۱۰۹- حضرت مولوی جلال الدین رضی اللہ عنہ کھریپڑ ضلع گجرات
۱۱۰- حضرت مولوی صاحب دین رضی اللہ عنہ تہال ضلع گجرات
۱۱۱- حضرت مولوی قاری غلام یٰسین رضی اللہ عنہ ضلع گجرات
۱۱۲- حضرت مولوی محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ حلال پور ضلع سرگودھا
۱۱۳- حضرت مولوی حافظ محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ ملکوال ضلع لدھیانہ

۱۱۴۔ حضرت مولوی محمد علی رضی اللہ عنہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ
۱۱۵۔ حضرت مولوی کرم داد رضی اللہ عنہ دوالمیال ضلع جہلم
۱۱۶۔ حضرت مولوی فتح الدین رضی اللہ عنہ دھرم کوٹ بگہ ضلع
۱۱۷۔ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ
۱۱۸۔ حضرت مولوی عبدالعزیز رضی اللہ عنہ علاقہ پٹیالہ
۱۱۹۔ حضرت مولوی عبدالرحیم میرٹھی رضی اللہ عنہ
۱۲۰۔ حضرت مولوی صدرالدین رضی اللہ عنہ مونگ ضلع گجرات
۱۲۱۔ حضرت مولوی قطب الدین رضی اللہ عنہ ضلع گوجرانوالہ
۱۲۲۔ حضرت مولوی قمرالدین لدھیانوی رضی اللہ عنہ
۱۲۳۔ حضرت مولوی عبدالسلام رضی اللہ عنہ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور
۱۲۴۔ حضرت مولوی رحیم بخش رضی اللہ عنہ تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور
۱۲۵۔ حضرت مولوی حکیم سراج الدین رضی اللہ عنہ ڈھڈرانجھا ضلع سرگودھا
۱۲۶۔ حضرت مولوی جان محمد رضی اللہ عنہ عرف "جنڈو ڈا" بستی بزدارانہ ضلع ڈیرہ غازی خاں
۱۲۷۔ حضرت مولوی فضل محمد رضی اللہ عنہ ہرسیاں ضلع گورداسپور
۱۲۸۔ حضرت مولوی احمدالدین رضی اللہ عنہ ساکن بوتالہ
۱۲۹۔ حضرت مولوی غلام رسول رضی اللہ عنہ لنگے ضلع گجرات
۱۳۰۔ حضرت مولوی عمرالدین رضی اللہ عنہ شادیوال ضلع گجرات
۱۳۱۔ حضرت مولوی غلام نبی رضی اللہ عنہ غوث گڑھ ریاست پٹیالہ
۱۳۲۔ حضرت مولوی حکیم قطب الدین رضی اللہ عنہ جنڈھڑ ضلع گجرات
۱۳۳۔ حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ مالوہ ضلع فیروزپور

۱۳۴ - حضرت مولوی محمد دلپذیر بھیروی رضی اللہ عنہ

۱۳۵ - حضرت مولوی غلام نبی رضی اللہ عنہ پنڈوری ضلع گجرات

۱۳۶ - حضرت مولوی حافظ کرم الدین رضی اللہ عنہ پوڑاں والا ضلع گجرات

۱۳۷ - حضرت مولوی عبداللہ رضی اللہ عنہ ٹھٹھہ شیرکا ضلع منٹگمری

۱۳۸ - حضرت مولوی امیرالدین گجراتی رضی اللہ عنہ

۱۳۹ - حضرت مولوی محمد حسین رضی اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی

۱۴۰ - حضرت مولوی خادم حسین رضی اللہ عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ راولپنڈی

۱۴۱ - حضرت مولوی علم الدین رضی اللہ عنہ نارووال

۱۴۲ - حضرت مولوی غلام مصطفےٰ بٹالوی رضی اللہ عنہ

۱۴۳ - حضرت مولوی مفتی چراغ دین بٹالوی رضی اللہ عنہ

۱۴۴ - حضرت مولوی غلام نبی مصری رضی اللہ عنہ چھوڑیاں کلاں ریاست پٹیالہ

۱۴۵ - حضرت مولوی عظیم اللہ رضی اللہ عنہ ریاست نابھہ

۱۴۶ - حضرت مولوی شیخ عبدالصمد رضی اللہ عنہ چھاؤنی سیالکوٹ

۱۴۷ - حضرت مولوی محمد صادق جموّنی رضی اللہ عنہ

۱۴۸ - حضرت مولوی احمدالدین رضی اللہ عنہ امام مسجد نادار ضلع لاہور

۱۴۹ - حضرت مولوی محمد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ موضع کچی ضلع ہزارہ

۱۵۰ - حضرت مولوی عبدالحی عرب رضی اللہ عنہ

۱۵۱ - حضرت مولوی حکیم محمد حسین رضی اللہ عنہ متوطن کوروال ضلع سیالکوٹ

۱۵۲ - حضرت مولوی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مدرس عربی بھرت پور ریاست

۱۵۳ - حضرت مولوی غلام قادر رضی اللہ عنہ ھیال ضلع جالندھر

۱۵۴ - حضرت مولوی یار محمد رضی اللہ عنہ ہوشیارپور

۱۵۵۔ حضرت مولوی جلال الدین رضی اللہ عنہ پیرکوٹ ضلع گوجرانوالہ
۱۵۶۔ حضرت مولوی محمد جی رضی اللہ عنہ
۱۵۷۔ حضرت مولوی ہدایت اللہ رضی اللہ عنہ
۱۵۸۔ حضرت احمد رشید نواب غزنوی رضی اللہ عنہ
۱۵۹۔ حضرت مولوی سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ خوست علاقہ کابل
۱۶۰۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن کابل شہید رضی اللہ عنہ
۱۶۱۔ حضرت مولوی شہاب الدین غزنوی رضی اللہ عنہ کابل
۱۶۲۔ حضرت مولوی عبد الحلیم رضی اللہ عنہ چار آبہ کابل۔

اسی طرح صوفیاء کرام میں سے:۔

۱۔ حضرت خواجہ غلام فرید رضی اللہ عنہ چاچڑاں شریف[1]
۲۔ حضرت پیر رشید الدین صاحب العلم رضی اللہ عنہ سندھ[2]
۳۔ حضرت صوفی احمد جان لدھیانوی رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت منشی ظفر احمد رضی اللہ عنہ ریاست کپورتھلہ
۵۔ حضرت پیر افتخار احمد لدھیانوی رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت پیر منظور محمد لدھیانوی رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق جمالی نعمانی سرساوی قادیانی رضی اللہ عنہ۔

---

[1] ملاحظہ ہو ارشادات فریدی حضرت خواجہ صاحب موصوف و سراج منیر و ضمیمہ انجام آتھم۔ [2] "ضمیمہ انجام آتھم"۔

۸۔ حضرت سید محمد انور الدین چشتی قادری السطہا طباطبائی عراقی رضی اللہ عنہ

۹۔ حضرت مولوی خلیفہ عبد الرحمٰن نقشبندی ڈیہہ سرکانی رضی اللہ عنہ

۱۰۔ حضرت سید عبد الستار شاہ (بزرگ صاحب) کابلی رضی اللہ عنہ

۱۱۔ حضرت مولوی صوفی غلام رسول راجیکی قادیانی رضی اللہ عنہ

۱۲۔ حضرت شیخ نور احمد رضی اللہ عنہ (یہ بزرگ ملہم تھے پتہ معلوم نہیں ہو سکا۔ پنجاب کے تھے)

۱۳۔ حضرت شاہزادہ عبد المجید لدھیانوی رضی اللہ عنہ

۱۴۔ حضرت پیر سید عنایت علی شاہ لدھیانوی رضی اللہ عنہ

۱۵۔ حضرت سید مہدی حسین رضی اللہ عنہ مورخ خادم المسیح سید کھیڑی ریاست پٹیالہ۔ قادیان۔

۱۶۔ حضرت قاضی حبیب اللہ رضی اللہ عنہ شاہدرہ لاہور

۱۷۔ حضرت مولوی صوفی غلام احمد اختر رضی اللہ عنہ اوچ شریف

۱۸۔ حضرت پیر جی خدا بخش رضی اللہ عنہ۔ ڈیرہ دون۔

۱۹۔ حضرت سید امیر علی شاہ سیالکوٹی رضی اللہ عنہ

۲۰۔ حضرت سید عابد علی شاہ عابد رضی اللہ عنہ سیالکوٹ

۲۱۔ حضرت صوفی مولا بخش رضی اللہ عنہ جاڈلہ ضلع ہوشیار پور

۲۲۔ حضرت صوفی نبی بخش رضی اللہ عنہ۔ راولپنڈی۔

۲۳۔ حضرت صوفی محمد علی رضی اللہ عنہ۔ جلال پور جٹاں ضلع گجرات

۲۴۔ حضرت صوفی محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی رضی اللہ عنہ

۲۵۔ حضرت پیر شمس الدین رضی اللہ عنہ۔ گوٹریکی ضلع گجرات

۲۶۔ حضرت پیر غلام غوث رضی اللہ عنہ گوٹریکی ضلع گجرات

۲۷۔ حضرت حافظ سید تصور حسین بریلوی رضی اللہ عنہ
۲۸۔ حضرت منشی قدرت اللہ خان شاہ جہان پوری رضی اللہ عنہ
۲۹۔ حضرت صوفی شیخ غلام احمد واعظ رضی اللہ عنہ۔ تلونڈی ضلع لدھیانہ قادیان۔
۳۰۔ حضرت غفیر مردان شاہ رضی اللہ رضی اللہ عنہ۔ سوہلا۔ گورداسپور

پس بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کے مطابق علماء کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب و تکفیر اور حضور کی طرف سے ہر رنگ میں اُن پر اتمام حجت اور نیک و متقی علماء و صوفیاء کی جانب سے آپ کے دعوے کی تصدیق اور آپ کی جماعت میں شمولیت بھی آپ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے ؛

ؔ۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے صاحب علم دوست تھے جو غیر احمدی مولویوں کو مذہبی گفتگو میں ساکت کر دیتے تھے۔ البتہ وہ مولوی کے لقب سے ملقب نہ تھے۔ ان میں سے مثال کے طور پر میرے تایا اور والد اور چچا میاں جمال الدین۔ میاں امام الدین اور میاں خیر الدین رضی اللہ عنہم تھے۔ جن کے مولویوں سے متعدد مباحثے ہوئے اور ان کے ذریعہ سے سینکڑوں سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں داخل ہوئیں ؛

شمس

رفع شک کی آسان صورت

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

دعائے استخارہ

"اس جگہ یہ بھی بطور تبلیغ کے لکھتا ہوں کہ حق کے طالب جو مواخذہ الٰہی سے ڈرتے ہیں وہ بلا تحقیق اس زمانہ کے مولویوں کے پیچھے نہ چلیں اور آخری زمانہ کے مولویوں سے جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے ویسا ہی ڈرتے رہیں اور انکے فتووں کو دیکھ کر حیران نہ ہو جاویں کیونکہ یہ فتوے کوئی نئی بات نہیں اور اگر اس عاجز پر شک ہو اور وہ دعویٰ جو اس عاجز نے کیا ہے اسکی صحت کی نسبت دل میں شبہ ہو تو میں ایک آسان صورت رفع شک کی بتلاتا ہوں جس سے ایک طالب صادق انشاء اللہ مطمئن ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اول توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں جس کی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اسکے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں کہ اس شخص کا تیرے نزدیک کہ جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونے کا دعوے کرتا ہے کیا حال ہے کیا صادق ہے یا

کاذب اور مقبول ہے یا مردود؟ اپنے فضل سے یہ حال رؤیا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما تا اگر مردود ہے تو اس کو قبول کرنے سے ہم گمراہ نہ ہوں اور اگر مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔ ہمیں ہر ایک قسم کے فتنہ سے بچا اور ہر ایک قوت تجھ کو ہی ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم از کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے جس کو بہت ہی برا جانتا ہے تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف سے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے پس اس کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوتا ہے سو اگر تو خدا تعالیٰ سے کوئی خبر دریافت کرنا چاہے تو اپنے سینہ کو بکلی بغض اور عناد سے دھو ڈال اور اپنے تئیں بکلی خالی النفس کر کے اور دونوں پہلوؤں بغض اور محبت سے الگ ہو کر اس سے ہدایت کی روشنی مانگ کہ وہ ضرور اپنے وعدہ کے موافق اپنی طرف سے روشنی نازل کرے گا جس پر نفسانی اوہام کا کوئی دخان نہیں ہوگا۔ سو اے حق کے طالبو! ان مولویوں کی باتوں سے فتنہ میں مت پڑو۔ اٹھو اور کچھ مجاہدہ کر کے اس قوی اور قدیر اور علیم اور ہادی مطلق سے مدد چاہو اور دیکھو کہ اب میں نے یہ روحانی تبلیغ بھی کر دی ہے آئندہ تمہیں اختیار ہے

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد عفی عنہ

(ماخوذ از نشان آسمانی صفحہ ۳۸، ۳۹)

شرائطِ بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اشتہار تکمیلِ تبلیغ ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء

فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم ۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں
تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہو
ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار
رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیرے گا بلکہ
قدم بڑھائے گا۔

ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور
شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کرے گا۔ اور قال الل
قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجز
اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان
اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عز
زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں
بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فا
پہنچائے گا۔

دہم ۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در مع
باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت م
اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں ا
تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

وزیر ہند پریس امرتسر میں بی بی لاجونت کو رپریٹر چھپوا کر پبلشر
دعوۃ و تبلیغ قادیان نے شائع کیا۔